جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

رجب المرجب سنہ ۱۴۲۱ھ

اکتوبر سنہ ۲۰۰۰ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۸ — رجب المرجب ۱۴۲۱ھ _ اکتوبر ۲۰۰۰ء — شمارہ : ۱۰

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ

لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے ـــــــ سالانہ	۱۳۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ـــــ	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش ـــــــ	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ ـــــــ	۱۶ ڈالر
برطانیہ ـــــــ	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مُدّتِ خریداری ختم ہو گئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ : ۵۴۰۰۰ فون : ۲۰۰۵۷۷

فون / فیکس نمبر : ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲

E-mail: jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ——— ۳

درسِ حدیث ——— حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ ——— ۸

ذکر ——— حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ ——— ۱۲

جہاد کی فرضیت اور ترغیب ——— حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب ——— ۲۰

پرویزیت ——— مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج ——— ۲۸

تجویز امارتِ شرعیہ فی الہند ——— حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ——— ۴۰

نصف صدی پہلے کے خدشات آج کے خدشات ——— ۵۰

حاصل مطالعہ ——— حضرت مولانا نعیم الدّین صاحب ——— ۵۱

تقریظ و تنقید ——— ۵۸

اخبار و احوال جامعہ جدید ——— مولوی محمّد قاسم امین ——— ۶۲

رابطہ : دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہٗ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

چند سالوں سے پاکستان کی تجارتی حالت جس تیزی سے انحطاط کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لیے اس کی تجارت کا زیادہ تر مدار بھی زراعت پر ہے بلکہ زرعی اعتبار سے اس ملک کو دُنیا کا مثالی خطہ کہا جا سکتا ہے۔ قدرت نے ہر موسم کی مناسبت سے ہر قسم کا غلّہ انواع و اقسام کے پھل پھول اور پودوں سے اس سرزمین کو مالا مال اور مزیّن کر دیا ہے جبکہ دُنیا کے اکثر ملکوں کو ماسوائے چند زرعی اجناس اور پھلوں کے باقی نعمتوں کو درآمد کرنا پڑتا ہے مگر اس سب کے باوجود اور ماہرین اقتصادیات کی منصوبہ بندیوں، اعداد و شمار اور تخمینوں سمیت کوئی چیز ہماری معیشت کو ابھی تک سنبھالا نہ دے سکی اور نوبت یہاں تک آپہنچی کہ تاجر حکمرانوں اور ماہرین کو ذمّہ دار قرار دے رہے ہیں اور حکمران تاجروں کو اور معاملہ زبانی تُوتُو مَیں مَیں سے بڑھ کر دست و گریباں تک آن پہنچا ہے اس صورتِ حال میں عام انسان کی زندگی عذاب کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ دو وقت کی روٹی اور تن ڈھانپنے کو کپڑا اس کی زندگی کے اہم ترین مسائل بن گئے ہیں اسکی ہر صلاحیّت کا محور بس یہی دو چیزیں ہیں دُنیا کے دیگر معاملات حصولِ علم اور فکرِ آخرت کے لیے اس کے پاس وقت ہی نہیں آخر اس پستی کی وجہ کیا ہے؟ اس کی اصل وجہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی، بدنیتی اور بددیانتی لالچ، بخل مال و دولت کی ہوس جھوٹ بلکہ جھوٹی قسموں کی کثرت جو حکمرانوں

اور تاجروں سب میں یکساں پائی جاتی ہیں۔ بخاری اور مُسلم شریف کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ بنو اسرائیل کے تین آدمی تھے۔ ایک کو برص (کوڑھ جذام) تھا۔ دوسرا گنجا تھا۔ تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا وہ ابرص کے پاس آیا اور کہا تجھے کیا چیز سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ رُوپ اور خُوب صُورت جلد اور مجھ سے وہ بیماری چلی جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ اُس نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس سے وہ بیماری چلی گئی اور اُس کو اچھا رنگ رُوپ اور خُوب صُورت جلد عطا کر دی گئی۔ پھر فرشتہ نے اس سے پُوچھا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے تو وہ بولا کہ اُونٹ . . . . نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اس کو حاملہ اُونٹنی دے دی گئی فرشتہ نے دُعا دیتے ہُوئے کہا کہ اللہ اس میں برکت عطا فرمائے نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے تو وہ بولا کہ خُوب صُورت بال اور مجھ سے وہ بیماری چلی جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں تو اس نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس سے وہ بیماری چلی گئی اور خُوب صُورت بال عطا کر دیئے گئے۔ پھر اس سے پُوچھا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے تو وہ بولا گائے تو اس کو حاملہ گائے دی گئی۔ فرشتہ نے دُعا دیتے ہُوئے کہا اللہ اس میں تیرے لیے برکت عطا فرمائے۔ نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور اُس سے پُوچھا کہ تجھے سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے تو وہ بولا کہ اللہ مجھ کو میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں تو اُس نے ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کی بینائی اس کو لوٹا دی فرشتہ نے پُوچھا کونسا مال تجھ کو زیادہ پسند ہے اس نے کہا کہ بکریاں تو اس کو حاملہ بکری دے دی گئی۔ اب برص والے اور گنجے نے اُونٹنی اور گائے سے خُوب نسل حاصل کی اور اندھے نے بکری سے خُوب نسل حاصل کی، پس اس کے لیے اُونٹوں کی وادی بھر گئی اور اُس کے لیے گائیوں کی وادی بھر گئی اور اس کے لیے بکریوں کی وادی بھر گئی۔ نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اپنی پہلی صُورت و ہیئت پر آیا اور کہا کہ میں مسکین بندہ ہوں میرے سفر کا مال و اسباب ضائع ہو گیا ہے۔ اس لیے آج سوائے اللہ کی مدد یا پھر تمہارے ذریعے بطورِ سبب کوئی کفایت کی صُورت دکھائی نہیں دیتی میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ رُوپ اور خُوب صورت جلد اور مال عطا کیا تھا کہ تو مجھے ایک اُونٹ دے جس کے ذریعے مَیں اپنے وطن جا سکوں تو برص زدہ نے جواب دیا

مجھ پر تو حقوق بہت ہیں (یعنی لوگوں کا بہت مال میرے ذمّہ ہے جو اُتارے نہیں اُترتا بہت سے مستحقین کے اخراجات میرے ذمّہ ہیں وہی پُورے نہیں ہوتے تمہیں کہاں سے دوں آج کل بھی اکثر لوگ جہاد فی سبیل اللہ، اشاعت دین، مدارس کی امداد کی ترغیب پر اکثر ایسے جوابات دیتے ہیں انہیں چاہیے کہ عبرت حاصل کریں اللہ کے دیے ہُوئے مال کو اپنا نہ سمجھیں اور دل کھول کر راہِ خُدا میں خرچ کیا کریں) فرشتہ نے کہا مَیں تو تمہارے شناسائیوں کی مانند ہوں کیا تجھے کوڑھ کی بیماری نہیں تھی لوگ تجھ سے گِھن کھاتے تھے اور کیا تو فقیر نہ تھا اللہ نے تجھے مال سے نوازا۔ کہنے لگا اس مال کا تو میں جدی پشتی وارث ہوں اور ریاست ونسب ہر اعتبار سے بڑھ کر ہُوں۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھُوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے ذلیل وفقیر تھا۔ اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس اپنی پہلی والی صورت میں آیا اور اس سے وہی کہا جو کوڑھ والے سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی وہی (جھوٹا) جواب دیا جو کوڑھ والے نے دیا تھا۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھُوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ نبی علیہ السّلام فرماتے ہیں پھر فرشتہ اندھے کے پاس اپنی پہلی صُورت وہیئت پر آیا اور کہنے لگا مَیں مسکین اور مسافر ہوں میرے سفر کا مال واسباب ضائع ہو گیا ہے اس لیے آج کی مدد کے سوا یا پھر تمہارے ذریعے بطورِ سبب کوئی کفایت کی صُورت دکھائی نہیں دیتی۔ مَیں تجھ سے ایک بکری کا اس ذات کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تیری بینائی لوٹائی ہے تاکہ مَیں اپنے وطن جاسکوں اس نے (اپنی اوقات یاد رکھی اور اعتراف کرتے ہُوئے) کہا کہ مَیں اندھا تھا اللہ نے میری بینائی بحال فرمائی پس تو جو چاہے لے جا اور جو چاہے چھوڑ جا اللہ کے لیے جو بھی تو لینا چاہے آج میں اس میں کچھ بھی رکاوٹ نہ ڈالوں گا فرشتہ نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھ تمہیں تو بس آزمایا گیا تھا (کہ آیا تم اپنی بدحالی اور اوقات یاد رکھتے ہو یا نہیں اور کیا اللہ کی نعمتوں پر عملاً شکر گزاری کرتے ہو یا نہیں) تجھ سے اللہ راضی ہُوا اور تیرے دو ساتھیوں پر غضب ناک ہُوا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۵)

مسلم شریف کی ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السّلام سے نقل فرماتے ہیں کہ اسی دوران ایک شخص بڑے صحرا میں تھا اس نے بادلوں میں سے آواز سُنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر (یہ فرشتہ کی آواز تھی جو بادل کو برسنے کا حکم دے رہا تھا) بادل راستہ بدل کر ایک طرف کو چلا گیا اور ایک پتھریلی زمین پر برس گیا۔ یکا یک برساتی نالیوں میں سے ایک

نالی نے وہ سارا پانی اپنے اندر جمع کر لیا (اور پانی خاص سمت میں نشیب کی طرف جانا شروع ہو گیا) یہ آدمی نالی کے ساتھ ساتھ پانی کے پیچھے چل پڑا (پانی اس برساتی نالی کے ذریعے ایک باغ میں پہنچ گیا) کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچہ سے پانی کو پھر ا رہا ہے۔ اس شخص نے اس سے پوچھا اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے اس نے کہا فلاں نام ہے وہی نام بتایا جو اس شخص نے بادل میں سُنا تھا۔ اس باغ والے نے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا ہے اس نے کہا کہ ———— جس بادل کا یہ پانی ہے اس بادل میں مَیں نے ایک آواز سُنی تھی۔ آواز والا بادل سے تمہارا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر تو تم کیا (خاص عملِ خیر) کرتے ہو اس باغ میں (جس کی وجہ سے اللہ نے تمہیں یہ کرامت عطا فرمائی) باغ والا بولا جب تم نے یہ بات کہہ دی ہے (اور تم پر قدرت نے یہ بھید کھول ہی دیا ہے) تو میں باغ کی پیداوار کا اندازہ کر کے اس کے تین حصے کر لیا کرتا ہوں۔ ان میں سے ۱/۳ صدقہ دیا کرتا ہوں، ۱/۳ اپنے اور عیال پہ خرچ کرتا ہوں اور ۱/۳ زراعت اور عمارت کے لیے باغ پر صرف کر دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۵)

ان احادیث میں مسلمانوں کے لیے دیانتداری اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ کے راستہ میں کثرت سے خرچ کرنے پر زبردست خیر و برکت کے ساتھ بہت سے مادی فوائد بھی بیان کیے گئے ہیں اور ایسا نہ کرنے پر مادی بربادی کے ساتھ خیر و برکت کے ختم ہونے کے واقعات بھی ذکر فرماتے ہیں۔

ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے (گاہک کو) بغیر عیب بیان کیے چیز بیچ دی تو وہ شخص اللہ کے غضب میں رہے گا یا یُوں فرمایا کہ اس شخص پہ فرشتے مسلسل لعنت کرتے رہیں گے۔

ہمارے ملک کی موجودہ صُورتِ حال بظاہر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہی ہے کیونکہ تقریباً ہر تاجر ہر صنعت کار ہر کاشتکار ہر کارخانے دار دھوکے اور فریب سے کام لیتا ہے۔ ابھی ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے مَیں نے ایک شخص کو اپنے گھر کے لیے بکرے کی کلیجی خریدنے کے لیے بھیجا وہ خوشی خوشی بہت اچھی کلیجی لے آیا اور کہنے لگا کہ ساٹھ روپے قصائی بتلا رہا تھا۔ پینتالیس روپے میں معاملہ کر کے لے آیا ہُوں۔ اہلیہ نے اس کو صاف کیا دھویا پھر کہنے لگیں کہ مجھے شک ہے کہ یہ بکرے کی نہیں ہے بلکہ بچھڑے کی ہے قصاب نے دھوکہ دیا ہے۔ پہلے تو مَیں نے اُن کی بات سے اتفاق نہ کیا پھر مجھے بھی تردد ہُوا

دِل بھی بہت بڑا تھا، تلی بھی، پھیپھڑوں کی رگوں کے سوراخ بھی موٹے تھے۔ بالآخر قصائی کو واپس کرایا کہ یہ تم نے کیا چیز دھوکہ میں دے دی ہے۔ پہلے تو وہ اُلٹا "چور کو توال کو ڈانٹے" کے مصداق کہنے لگا کہ آٹھ ہزار کا بکرا لایا تھا ساٹھ روپے والی چیز پینتالیس میں دے دی ہے اس لیے واپس لے آئے ہو جب زیادہ تکرار ہوئی تو قصائی نے خود ہی باہر سے گزرنے والے ایک صاحب کو بُلایا اور کہنے لگا کہ تم ہی فیصلہ کرو کہ یہ کلیجی گائے کی ہو سکتی ہے۔ ان صاحب نے کچھ ٹکڑوں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا پھر قصاب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے کہنے لگے کم از کم ان لوگوں سے تو دھوکہ نہ کیا کرو۔ خود ہی ان صاحب کو فیصلہ کے لیے بُلایا تھا خاموشی سے کلیجی رکھ کر پیسے واپس کر دیے۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کا مقصد معاشرہ میں سرایت کر جانے والی دھوکہ اور فریب کی ہلکی سی جھلک پیش کرنا ہے کہ چھوٹے گوشت کا قصائی دھوکہ سے بڑا گوشت بیچ رہا ہے۔

مسلم شریف کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طیّب ہیں (ہر عیب سے پاک ہیں) طیّب (خالص حلال) مال ہی کو قبول فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم رسولوں کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے رسولو کھاؤ طیّبات سے اور اعمالِ صالحہ کرو اور (دوسری جگہ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے کھاؤ پاکیزہ مال سے جو کہ ہم نے تمہیں دیا ہے۔ پھر نبی علیہ السّلام نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو (حج) پر لمبا سفر کر کے آتا ہے۔ پراگندہ حال غُبار آلود اپنے دونوں ہاتھ (دُعا کے لیے) آسمان کی طرف اُٹھا کر یاربّ یاربّ پکارتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام کا اس کا پینا بھی حرام کا اُس کا لباس بھی حرام کا اور غذا بھی حرام کی تو کیسے قبول کی جائے گی (دُعا) ان چیزوں کے ہوتے ہوتے۔

جب حرام خوری کی وجہ سے حج جیسے مقدس موقع پر دُعا قبول نہیں ہوتی تو عام حالات اور مقامات پر کیسے قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اُمّت کے حال پر رحم فرمائے اور دھوکہ اور فریب سے حکمرانوں اور رعایا دونوں کو سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً　　　　　　　　　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

مباہلہ کی تعریف، حضرت فاطمہؓ کی خصوصیات

حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور اُن کی اولاد کے اہلِ بیت ہونے کی وجہ

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۸ سائیڈ بی ۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! صحابہ کرام کے ذکر مبارک کے بعد بہت سے محدثین جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اہل و عیال کا ذکر کرتے ہیں۔ اہل بیت رسول اللہ علیہ وسلّم رضی اللہ عنہم کا ذکر اُنھوں نے بھی اسی طرح کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ "ہم بلائیں ——— اپنی اولاد کو تو تم بُلاؤ اپنی اولاد کو" تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بُلایا اور یہ کہا اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ خداوندِ کریم یہ میرے اہلِ بیت ہیں یہ میرے گھر والے ہیں۔

مباہلہ کا واقعہ

تو واقعہ اس طرح سے ہوا تھا کہ نجران سے ایک وفد آیا تھا تو اُن سے ——— جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو گفتگو فرمائی تو بات یہاں آئی کہ ہم میں کون سچّا ہے اور کون جھوٹا ہے اس کا فیصلہ کرنے کے لیے مباہلہ کر لو۔ مباہلہ کا مطلب کیا ہے؟ وہ قرآن پاک میں ذکر ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ ... ہم بلائیں اپنے لڑکوں کو اور تم اپنے لڑکوں کو وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ اور خود ہم بھی آئیں اور تم بھی آؤ پھر یہ دُعا کریں کہ جو جھوٹا ہے اس پر خُدا کی پھٹکار ہو تو یہ دُعا کرنی

اس طرح سے کہ دونوں فریق یکجا ہو جائیں اور اس طرح جمع ہوں تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جو جھوٹا ہو گا اُس کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو یہ مرزا نے بھی مباہلہ کا چیلنج شاید مان لیا تھا، مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کیا تھا چیلنج کہ مباہلہ کرلو کون سچّا ہے کون جھوٹا ہے۔ تُو سچّا ہے یا مَیں سچّا ہُوں۔ تُو دعوٰی نبوّت میں سچّا ہے یا مَیں تجھے جھوٹا کہنے میں سچّا ہوں۔ کون صحیح ہے۔ اس کے لیے مباہلہ کی دعوت دی۔ اُس نے شاید مان لی تھی۔ مباہلہ نہیں ہونے پایا لیکن مرزا مر گیا۔

وفد کا مباہلہ سے فرار

توجب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات کہی تو لوگ تیّار ہو گئے کہ ٹھیک ہے کر لیتے ہیں، پھر اُن میں جو سمجھ دار آدمی تھا اُس نے مشورہ دیا کہ اگر یہ سچ مچ نبی ہُوئے تو ہمارے بعد کوئی رہے گا ہی نہیں، ہماری نسل بھی نہیں چلے گی تو اس واسطے مباہلہ نہیں کرنا چاہیے کسی کو اور اُنھوں نے مصالحت کرلی جو آپ نے شرائط پیش کیں وہ مان لیں وہ لوگ چلے گئے توجب مباہلہ کا وقت آیا تو اُس وقت حضرت آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِن حضرات کو بُلایا حضرت علی رضؓ کو حضرت فاطمہ رضؓ کو حضرت حسن رضؓ کو حضرت حسین رضؓ کو۔

اشکال کا جواب

اب کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو داماد ہیں اور حضرت علی رضؓ تو چچا زاد بھائی ہیں۔ وہ اہلِ بیت میں کیسے داخل ہُوئے لیکن ایسی صُورت ہے کہ حضرت علی رضؓ کی پرورش جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کی تھی۔

گھر داماد

اور پھر اپنی لڑکی کی جب شادی کی تو پھر اُن کو اپنے گھر میں رکھ لیا تو حضرت علی رضؓ اور فاطمہ رضؓ یہ دونوں کے دونوں بالکل ایسی جگہ رہتے تھے کہ جہاں سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو ادھر سے اِن کے گھر میں جو کھڑکی کُھلتی تھی یا روشن دان جیسی چیز تھی یا سوراخ جیسا تھا اُس میں سے گھر والے نظر آتے تھے۔ تو راہِ گزر میں تھے۔ اسی لیے جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر سے تشریف لاتے تھے کہیں سفر سے تو پہلے تو مسجد میں نفلیں پڑھتے تھے پھر جاتے ہُوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے ہُوئے تشریف لے جاتے تھے۔

اپنی اولاد میں حضرت فاطمہ رضؓ سے زیادہ محبّت کی وجہ

اور اپنی اولاد میں محبّت تو سبھی سے ہوتی ہے مگر زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگئی تھی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے اور کاموں میں بھی ذکر آتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا۔ باقی بچیاں شاید بڑی تھیں یہ چھوٹی تھیں اس لیے بعض کاموں میں ذکر خاص طور پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کا آتا ہے جیسے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے

تو یہ چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے بڑے بڑے جو سردار ہیں کافروں کے انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ اُونٹنی ذبح ہوئی ہے تو اُس اُونٹنی کی سلا (بچہ دانی) کوئی لائے اور جب یہ نماز میں سجدے میں جائیں تو پیچھے سے رکھ دے تو ایک آدمی اُٹھا اور وہ لایا اُس کی اوجھڑی اُس نے لاکر رکھ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی میں رہے ثَبَتَ سَاجِدًا

حضرت ابن مسعودؓ کی بے بسی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ قصہ دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ مَیں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا بے بس تھا اور کیا اچھا ہوتا کہ میرے بھی کچھ ساتھی ہوتے تو مَیں کچھ تو مدد کرتا اور حضرت فاطمہؓ نے سنا تو وہ آئیں فوراً اور آکر انہوں نے وہ ہٹائی گردن مُبارک پر سے اور کفّار جو تھے اُنہیں بُرا کہا تو اس طرح کے موقعوں پر جو نام مثلاً کسی کام میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا بھی کام ہو اور اس طرح کا کام ہو اور مجمع بھی ہو مردانہ حصہ بھی ہو تو اس میں ان کا نام تو آ رہا ہے باقی کسی کا نہیں آتا تو یہ بچی تھیں وہاں جا سکتی تھیں۔ اُن میں پردہ تو نہیں تھا لیکن تکلّف تو تھا ضرور عورتوں میں، بے دھڑک اس طرح سے گھومنا پھرنا یہ تو نہیں ہوتا تھا تو حضرت فاطمہؓ کا نام یہاں آتا ہے پھر اُحد کی لڑائی میں آتا ہے۔

حضرت فاطمہؓ اور نبی علیہ السّلام کا زخم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا زخم دھوتی رہیں۔ حضرت علیؓ پانی لاتے رہے اپنی ڈھال میں وہاں ایک پانی کا چشمہ تھا وہاں آپ کو لے گئے تھے اب جب دیکھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ جتنا پانی ڈال رہے ہیں خُون زیادہ بہہ رہا ہے تو اُنہوں نے چٹائی جلا کر اُس کی راکھ مل دی یہ علاج تھا گویا اُس دَور کا جہاں زخمی لوگ ہوتے تھے وہاں وہ چیزیں اس طرح کی رکھا کرتے تھے اور دوائیں بھی بڑی عمدہ قسم کی تھیں اُن کی اگر لمبا زخم ہو گہرا زخم ہو، دوا لگا کر بھر دیتے تھے۔ پٹی باندھ دیتے تھے چند روز بعد دیکھتے تھے وہ ٹھیک ہو جاتا تھا لیکن نسخے چلے نہیں ــــ زیادہ عرصے بہت کم چلے اب اور دوائیں آگئیں کھانے کی بھی پینے کی بھی پھر آپریشن بھی، پھر ٹانکے لگانے کی، ٹانکے اُسوقت نہیں لگائے جاتے تھے۔ زخم جوڑ کر اُوپر سے پٹی باندھ دیتے تھے اندر دوا ہوتی تھی تو اس طرح سے چٹائی بھی ــــ رکھتے ہونگے جب ضرورت ہو جلا کر تازہ تازہ راکھ لگائی جاتے تو ویسے سمجھ میں آتی ہے بات، جلنے کے بعد پھر اُس کے جراثیم وغیرہ سے مضرت نہیں رہے گی۔ لطیف بھی ہو جائے گی تو وہ لگائی، تو وہاں اور یہاں ذکر آتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا۔

باقی بیٹیوں کا تذکرہ کم ہونے کی وجہ

باقی جو بیٹیاں تھیں، جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُن کی وفات بھی ہوگئی تھی اَب رہ بھی گئیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تو اس لیے بھی ان کا نام زیادہ آتا ہے اور کام بھی آتا ہے ساتھ ساتھ کہ یہ کام کیا، یہ کام کیا اور ایک خصوصیت جو اُن کے ساتھ آپ کے استعمال فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ اپنے پاس رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بہت محبت تھی اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو اُن کو بُلا کر آپ نے ان کو اپنا اہلِ بیت قرار دیا کہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

عام طور پر داماد، بیٹی اور اُن کی اولاد اہلِ بیت نہیں ہوتے

اب داماد اہلِ بیت نہیں ہُوا کرتا۔ چچازاد بھائی بھی اہلِ بیت نہیں ہُوا کرتا اور بیٹی بھی جب ہی جائے تو اہلِ بیت میں نہیں ہے اور اُس کی جو اولاد ہو داماد سے وہ بھی اہلِ بیت میں نہیں ہوتی، قاعدہ اسی طرح سے ہے۔

وضاحت کی وجہ

اس واسطے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خاص طور پر وضاحت فرمائی کہ خلافِ قاعدہ جو عام رواج ہے اس رواج سے ہٹ کر مَیں یہ قرار دیتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر کسی چیز کو ایسے فرمادیں تو پھر وہ ویسے ہی ہو جاتی ہے۔ ایک اللہ کا بنایا ہُوا ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بتلایا ہُوا یا قرار دیا ہُوا۔ تو یہ وہ چیز ہے تو یہ اہلِ بیت تھے نہیں لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہا ہے ان کو اہلِ بیت۔ اس بناء پر اہلِ بیت شمار ہونا شروع ہوگئے اور یہ مجمع کی بات تھی اور بعد میں آپ نے فرمایا ایک اور حدیث بھی آتی ہے اُس میں بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے چادر اوڑھے ہُوئے تھے نقش ونگار تھے اُس پر اور سیاہ رنگ کی تھی بال اس کے جس سے بنی گئی تھی اُونی تھے وہ بال سیاہ تھے تو حضرت حسن بن علی رضہ آئے آپ نے اُنھیں چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت حسین رضہ آئے وہ خود ہی داخل ہوگئے۔ بچہ بھی دوسرے بچے کے ساتھ پہنچ گیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اُن کو بھی آپ نے اس چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت علی رضہ آئے تو اُن کو بھی اس چادر میں داخل کر لیا اب جو کام آپ ایسے کیا کرتے تھے تو اُس میں اشارہ فرماتے تھے تو بھی اطاعت کرتے تھے آپ نے اشارہ بھی فرمایا ہوگا تو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اطاعت کی ہوگی تو اس چادر کے گھیرے میں یہ سب آگئے۔

(بقیہ بر صہ ۱۹)

ادارہ انوارِ مدینہ کی جانب سے رسالہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ کے متوسلین و خدام سے اپیل ہے کہ اگر ان کے پاس حضرت کی تقاریر ہوں تو ادارہ کو ارسال فرما کر عنداللہ مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (ادارہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی ایک تقریر

ذکر اور شکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحمده وَنَستَعِينُهٗ وَنَستَغفِرُهٗ وَنَتُوبُ اِلَيهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَيِّئَاتِ اَعمَالِنَا مَن يَّهدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَن يُّضلِلهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ وَنَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَنَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهٗ وَرَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً دَائِمَةً اَبَدًا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَن ذِكرِهِ الغَافِلُونَ۔

مذکورہ بالا خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت محترم نے سورۃ احزاب کی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اذكُرُوا اللّٰهَ ذِكرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكرَةً وَّاَصِيلًا

(ترجمہ) اے ایمان والوں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ بے تعداد ذکر ہو شب و روز کی قید نہیں۔ صبح شام کی قید نہیں، طہارت غیر طہارت کی قید نہیں کپڑے پھٹے ہوئے ہونے یا نہ ہونے کی کوئی قید نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ہر لحظہ اور ہر ایک حالت میں اللہ کے ذکر میں لگے رہو۔

دوسری آیت میں ہے۔

واذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم (ترجمہ) اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور

کروٹوں پر لیٹے ہُوئے یعنی جو بھی حالت ہو۔ ہر حال میں اللہ اللہ کرو۔
پہلی آیت میں ذکر کے ساتھ تسبیح کا بھی ذکر ہے۔

حضرت مدظلہ العالی نے فرمایا

شریعت میں جتنی عبادتیں ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک حد ہے مثلاً نماز کے متعلّق ارشادِ خداوندی ہے۔

اقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل — نماز قائم کرو دن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصّہ میں۔

فرض روزوں کے لیے بارہ مہینوں میں ایک مہینہ معین ہے۔
زکوٰۃ سال بھر میں ایک دفعہ فرض ہوتی ہے۔ ایسے ہی حج سال بھر میں بلکہ عمر میں ایک دفعہ اس کی ادائیگی مطلوب ہے لیکن ذکر اللہ کے لیے کوئی حد نہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ بندہ بے شمار و بے تعداد ذکر چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے۔ ہر حال میں جاری رکھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث سے سمجھ میں آتا ہے حدیث یہ ہے۔

کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یذکر اللہ علیٰ کل احیانہ — رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھتے تھے

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھنے لگیں ذکر کی نہایت ہی مرغوبیت مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرا بندہ زیادہ سے زیادہ میری یاد کرے۔

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا گیا کہ کون شخص زیادہ مرتبہ والا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا۔ الذاکرون اللہ کثیرًا والذاکرات یعنی ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں اس سے لوگوں کو شبہہ ہُوا کہ جہاد کرنے والے لوگوں کا مرتبہ بڑا ہونا چاہیے کیونکہ سب سے بڑی قربانی اُن کی ہے اُنھوں نے ذاکرین سے کہیں زیادہ اپنی جان کھپاتی ہے اور مال قربان کیا ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجاہدین سے بھی ذاکرین کا درجہ بڑا ہے۔

ولو خضبت ابدانھم ونھبت اموالھم (او کما قال صلّی اللہ علیہ وسلّم) یعنی

مجاہدین جن کے بدن خون سے رنگے ہوئے ہوں اور اُن کے اموال لوٹ لیے گئے ہوں اُن سے ذاکرین کا درجہ بڑا ہے۔

بھائیو! غور کرو ذکر کرنے کے متعلّق کیا شاندار ارشاد فرمایا ہے۔ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔

الا اُنَبِّئُکُمْ بخیر اعمالکم	دیکھو مَیں تمہیں ایسا عمل بتا رہا ہوں جو تمہارے
لدی ربکم وارفعھا درجاتکم و	رب کے یہاں سب سے بہتر ہے جس سے تمہارے
خیرلکم من انفاق الذھب	درجے بلند ہوتے ہیں اور تمہارے لیے سونے اور
والفضۃ وخیرلکم من	چاندی کے خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے اور
ان تلقوا عدوکم فتقتلونھم	تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ دُشمن سے
وتقتلونکم ذکراللہ۔	مقابلہ کرتے ہُوئے تم اُن کو قتل کر دو اور وہ
(اوکما قال صلّی اللہ علیہ وسلّم)	تمہیں قتل کر ڈالیں۔ وہ عمل کیا ہے۔ اللہ کا ذکر (جامع)

مختصر یہ کہ ذکر اللہ کو سب سے افضل قرار دیا۔ اس کو ان تمام قربانیوں پر ترجیح دی۔

بھائیو! آج ہم اس کی قدر نہیں جانتے قیامت میں اس کی قدر معلوم ہوگی۔ مختلف عنوانوں میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کی ترغیب دلاتے ہیں۔

قرآن پاک میں قیامت کا ایک نام یوم الحسرۃ ہے کما قال اللہ تعالیٰ وانذرھم یوم الحسرۃ۔ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا گیا کہ روزِ قیامت کافر و منافق کے لیے یوم الحسرۃ ہے کہ کفر و نفاق کی وجہ سے حسرت کریں گے لیکن مومن کے لیے یوم الحسرۃ کیوں ہوگا۔ جن مومنین نے قرآن و حدیث کے مطابق اپنے عمل کو سنوارا ہے وہ کیوں افسوس کریں گے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دیا بیشک۔ مطیع اور فرمانبردار لوگ بھی افسوس کریں گے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اپنے یاد کرنے پر اور ہر ہر مرتبہ کے ذکر پر اتنا بڑا اجر دے گا تب ہر ایک افسوس کرے گا کہ مَیں نے سو ہی مرتبہ کیوں ذکر کیا مَیں نے ہزار ہی مرتبہ پر کیوں کفایت کی لاکھ مرتبہ یا کروڑ مرتبہ پر ہی کیوں قناعت کی اور کیوں نہیں کیا۔ غرضیکہ ہر مطیع اور فرمانبردار بھی افسوس کریگا کہ اور ذکر کرتا تو اور غیر معمولی اجر پاتا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ذکر کے لیے کوئی حد۔ کوئی غایت کوئی نہایت نہیں۔

ہر آن کو غافل از وے یک زمان ست	ہماں دم کافر ست اما نہان ست

مبادا غافلی پیوستہ باشد	در اسلام بروے بستہ باشد

یہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب ردولوی کے اشعار ہیں اُن کے یہاں تھوڑی دیر کی غفلت بھی کفر ہے۔ میرے بھائیو! چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے زیادہ سے زیادہ ذکر کرو۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات۔ اس میں کوئی قید نہیں۔ نجات پانے والوں میں اعلیٰ درجہ ذکر کرنے والوں کا ہے۔ بھائیو! بے وضو نمازی پر عتاب ہوگا۔ جان بوجھ کر بے وضو نماز پڑھنے والے پر کفر کا فتویٰ ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ لا یقبل اللہ صلوٰۃ بغیر طھورٍ مگر ذکر کے لیے وضو شرط نہیں وضو ہو یا نہ ہو۔ غسل جنابت کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ ذکر کرو۔

نماز کے لیے شرط ہے خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کرو۔ اگر پورب کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھیں تو کُفر کا فتویٰ ہے لیکن ذکر ہر جہت میں کر سکتے ہیں۔

مادر زاد ننگے ہوں نماز نہیں ہو سکتی۔ سر سے پیر تک عورتوں کو اور ناف سے گھٹنے تک مردوں کو چھپانا ضروری ہے لیکن کیا ذکر کے لیے یہ شرط ہے ننگے ہو یا کپڑے پہنے ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت مطلوب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم	رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر وقت اللہ کا
یذکر اللہ علی کل احیانہ	ذکر فرماتے رہتے تھے۔

دیکھیے کس قدر ذکر اللہ کی تاکید ہے کس قدر اس کا مطالبہ ہے۔

قرآن شریف میں ہے۔

اُتل ما اوحی الیك من الکتاب واقم	جس کتاب کی تم پر وحی اُتاری
الصّلوۃ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء	جا رہی ہے اُس کی تلاوت کرو
والمنکر ولذکر اللہ اکبر	اور نماز قائم کرو۔

بیشک نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی بات ہے۔

اس آیت میں تین عبادتوں کا ذکر ہے۔

(۱) تلاوت۔ تلاوت کلام اللہ شریف کا یہ درجہ ہے کہ ارشاد ہُوا ہے کہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے ولا اقول الم حرف۔ بل الف حرف۔ ولام حرف۔ ومیم حرف یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ حرف سے مثلاً پُورا الم مُراد نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے اُس پر دس نیکیاں لام ایک حرف ہے اُس پر دس نیکیاں میم ایک حرف ہے اُس پر دس نیکیاں اور الم پر تیس نیکیاں۔ اب پڑھتے جایئے نیکیاں گنتے جایئے، مگر ہم اپنی بے وقوفی سے قرآن شریف کی تلاوت کی قدر نہیں کرتے اور بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ بے سمجھے قرآن شریف پڑھنے سے کیا فائدہ، حالانکہ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سمجھنے نہ سمجھنے کی کوئی قید نہیں لگائی اور لُطف یہ ہے کہ مثال میں الم پیش فرمایا ہے جس کے معنی کسی کو بھی معلوم نہیں۔ پس اگر آپ ترجمہ جانتے ہیں تو نورٌ علیٰ نور اور ترجمہ نہیں جانتے تب بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیاں۔ پس میرے بھائیو اس کی پابندی کر لو کہ روزانہ صبح کو ایک پارہ پڑھ لیا کرو۔ پھر دیکھو آپ کو کس قدر اللہ تعالیٰ کا انعام حاصل ہوگا۔

افسوس صُبح اُٹھتے ہی سگریٹ پیتے ہیں پڑھنے میں لگ جاتے ہیں چائے نوشی میں لگ جاتے ہیں۔ صبح صبح ایک پارہ پڑھ لیجیے۔ اس ایک پارہ میں کئی ہزار حروف آتے ہیں تو ہر روز کتنے خزانے آپ کے ہاتھ لگ جائیں گے۔

(۲) بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں دوسرا حکم یہ فرمایا ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لم یقل صَلِّ بل قال اقم الصّلٰوۃ یعنی اس آیت میں نماز پڑھو نہیں فرمایا بلکہ نماز کھڑا کرو فرمایا۔

بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں اسے کھڑا نہیں کرتے۔ ترتیل کے ساتھ معانی کا لحاظ کر کے پڑھو۔ اس کا سوچنا کہ شہنشاہ عالم کے سامنے کھڑا ہوں جو میرے دل و دماغ کے خیالات کو جانتا ہے ہر ہر حرکت کو جانتا ہے۔ اسی شہنشاہ اسی رحمٰن ورحیم، اسی جبار و قہار کے سامنے کھڑا ہوں۔ ہر رکوع کو، سجدے کو، قیام کو، قعود کو ترتیب اور اطمینان کے ساتھ ادا کرو۔ پس اگر تمام شرطوں۔ تمام احکام اور جُملہ آداب کی پابندی کرتے ہُوئے نماز ادا کی تب تو نماز کا کھڑا کرنا ہُوا، رکوع سجدہ اور جلسہ میں اگر سکون و اطمینان نہیں ہُوا تو نماز تو ہو جائے گی لیکن اقامت نماز نہیں ہوگی۔

دیکھو ایک معمولی افسر سامنے آتا ہے تو ہم کیسے سکون و اطمینان سے اس سے باتیں کرتے ہیں لیکن ایک شہنشاہ جو عالم الغیب ہے جس کے علم سے ایک ذرہ غائب نہیں اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں بھاگ دوڑ کرتے ہوئے چہرہ کعبہ کی طرف دل بیوی بچوں میں یہ بھاگ دوڑ کی نماز ہے اسے اقامتِ نماز نہیں کہتے۔

جیسا کہ ہر دوا الگ تاثیر رکھتی ہے۔ کونین سے ملیریا اور گُل بنفشہ سے زکام رفع ہوتا ہے۔ غرض ہر دوا میں اللہ تعالیٰ نے الگ تاثیر رکھی ہے۔ پانی سے پیاس۔ کھانے سے بھوک جاتی ہے۔ اسی طرح نماز بھی دوا ہے ہمارے روحانی امراض کی چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنّ الصَّلٰوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر

بے حیائی کی باتیں، منکر باتیں۔ نہایت بُری باتیں۔ نماز ان چیزوں سے روکتی ہے۔ نماز میں نہایت قوی تاثیر ہے جس طرح ظاہری دوائیں جسمانی امراض کو روکتی ہیں اسی طرح فحشاء اور منکر کو نماز روکتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا ایک خُوب صُورت عورت پردے کے ساتھ نماز میں جایا کرتی تھی۔ ایک نوجوان اس پر عاشق ہوگیا۔ عورت نکاح شُدہ تھی۔ اس نوجوان نے بیباکی سے کہلوایا مَیں ملنا چاہتا ہوں۔ عورت جواب دیتی ہے مَیں ملنے کو تیّار ہوں لیکن ایک شرط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے چالیس روز تک نماز پڑھ لو۔ روپیہ پیسہ کی ضرورت نہیں ہے۔ نوجوان نے سمجھا بڑی آسان بات ہے وہ نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے مسجد میں چلا جاتا تھا۔ آٹھ دس روز اس عورت کے مکان سے گزرا۔ دس بارہ روز کے بعد اُس میں کمی آگئی۔ بیس پچیس روز کے بعد بالکل کمی ہوگئی۔ چالیس روز کے بعد عورت پیغام بھیجتی ہے، مرد کہتا ہے دل چھوٹ گیا۔ اب اللہ کا عاشق بن گیا ہوں۔

عورت نے خاوند سے تذکرہ کیا۔ خاوند نے سیّدنا عمر فاروق سے کہا فقال سیّدنا عمر بن الخطاب

صدق اللہ ان الصلٰوۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر — اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔

(۳) تیسری بات ہے ولذکر اللہ اکبر بڑی مقدس عبادت ہے ذکر اللہ۔ جس کو "اکبر" فرمایا گیا ہے

بلکہ بہت بڑی۔

فرماتے ہیں ولذکر اللہ اکبر لام تاکید کا لایا گیا ہے اور لفظ اکبر لایا گیا ہے مفضل علیہ محذوف ہے۔ یعنی یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کس سے بڑا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر عبادت سے یہ عبادت بڑی ہے غور کرو ذکر اللہ کی کس قدر بڑائی ہے یعنی تلاوت سے اور نماز سے بھی بڑی عبادت ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

بھائیو اور بزرگو! فرضوں کے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جس قدر ممکن ہو چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ کو جاری رکھو۔ حدیث شریف میں ہے۔

انا جلیس من ذکرنی میں اُس کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرے۔

غور کیجیے ایک تھانیدار کے پاس جانے والے کی ایک کلکٹر کے پاس جانے والے کی آپ تعظیم کرتے ہیں تو غور کیجیے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو اپنا ہم مجلس فرماتے ہیں۔ کتنا بڑا درجہ ہے اس شخص کا۔

میرے بھائیو! جو اولیاء گزرے ہیں۔ خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پُرانے کپڑوں میں رہتے تھے۔ کھانے پہننے کے ذخیرے اُن کے پاس نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ لَو لگانے کی وجہ سے۔ اثر یہ تھا کہ جو زبان سے کہتے وہ ہو جاتا تھا، اللہ تعالیٰ اس کو پُورا کر دیتا تھا۔ یہ ذکر اللہ کا اثر تھا۔ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام لیا۔ ہزاروں نہیں کروڑوں ان سے مستفید ہوتے۔ ہم شب و روز غفلت کے ساتھ رہتے ہیں۔ بیوی بچّے کی فکر میں مُبتلا ہیں۔ قرآن پاک کہتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

بیوی بچّے کی خبر گیری کرو لیکن ذکر اللہ سے غفلت نہ ہو۔ یہی بات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب کو سکھلا دی۔ مُسلمان اُس زمانہ میں کھیتی باڑی تجارت میں ذکر اللہ سے غفلت نہ کرتے تھے۔ یخافون یومًا تتقلب فیہ القلوب والابصار ان کی شان فرمائی گئی ہے۔ یعنی دُنیا کے کاروبار کے باوجود زبان پر ذکر جاری۔ دل میں اللہ کی یاد اور قیامت کے محاسبہ کا خوف۔ اس کے برعکس ہمارے زمانہ کے پیر صاحب ہیں کہ مسجدوں میں مریدوں سے نذرانے وصول کرنے بیٹھ گئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے نہ تھے۔ کھیتی کرتے تھے۔ کھجوروں کے باغ درست کرتے تھے۔ جملہ اکابرین صحابہ محنت کی زندگی گزارتے تھے لیکن ذکر اللہ سے غفلت نہ کرتے تھے۔

میرے بھائیو! ہمارا فرض ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے (صلّی اللہ علیہ وسلّم) محبّت کریں۔ اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں دل میں اسی کی یاد ہو اور زبان پر اسی کا نام، سب کام ہو مگر سب کاموں سے مقدم یہ کام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو توفیق بخشے۔ یہی زندگی مُبارک زندگی ہے جو اُس کی یاد سے بابرکت ہو۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسّلام علٰی رسولہ مُحمّدٍ واٰلہ واصحابہ اجمعین

بقیہ: درسِ حدیث

توآپ نے پھر یہ فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

اے اہل بیت تمھیں اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں یہ پسند فرماتے ہیں کہ دوسری جو ناپاکیاں ہیں وہ دُور ہو جائیں اور تمھیں خُوب پاکیزہ کر دے تو اِن کو چادر کے گھیرے میں لے کر یہ جُملے ارشاد فرمائے تو اس سے بھی اہلِ بیت کا لفظ، جو قرآن پاک میں آیا ہے ان پر اطلاق فرمایا ہے۔ دونوں روایتیں مُسلم شریف کی ہیں۔

عام دستور کے مطابق حقیقتاً اہل بیت کون ہوتے ہیں؟

ورنہ اہل بیت میں آدمی کی اپنی اولاد اور اُس کی بیویاں ہوتی ہیں۔ بیویاں گھروالی کہلاتی ہیں۔ اہلِ بیت گھروالیاں، گھروالے اور گھر میں رہنے والے یعنی بچّے۔ عام طور پر مُراد وہی ہوتے ہیں لیکن ان روایات کی بناء پر حضرت علی رضؓ کو بھی اہلِ بیت میں شمار کیا گیا۔ حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم ان حضرات کو اہلِ بیت میں خاص طور پر شمار کیا گیا اور اُن کی روایات کو مَیں نے دیکھا مسند احمد میں اس میں بھی اسی طرح ذکر کی گئی ہیں کہ ان بڑے صحابہ کرام کے بعد اہلِ بیت کی روایات سب سے پہلے لی ہیں اور ان میں حضرت حسن کی بھی، حضرت حسین کی بھی روایات ہیں رضی اللہ عنہما۔ انھیں کچھ کچھ ارشادات یاد تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہ انھوں نے دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بلند درجات عطا فرمائے اور ہمیں اُن کا ساتھ نصیب ہو۔ (آمین)

جہاد کی فرضیت اور ترغیب

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

سورۂ بقرہ میں فرمایا :

کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَھُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَھُوۡا شَیۡئًا وَّھُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ؁

ترجمہ : "فرض کیا گیا تم پر جنگ کرنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بُری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

مکّہ مکرّمہ کے زمانۂ قیام میں مسلمان بہت ہی ضعیف تھے، تھوڑے سے تھے، کافروں کا تسلّط تھا اُن سے لڑنے اور جنگ کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا اور نہ جنگ کرنے کی اجازت تھی۔ بالآخر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے صحابہؓ مکّہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں قیام کرنے کے بعد ان لوگوں سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی جو لڑنے کے لیے آمادہ ہو جائیں جیسا کہ سورۂ حج میں فرمایا :

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّھُمۡ ظُلِمُوۡا ۔ اس کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ عام مشرکین سے قتال کرنے کا حکم ہو گیا اگرچہ وہ ابتداء نہ کریں۔ (قرطبی، ص : ۳۸، ج : ۳)

آیت بالا کے عموم سے بظاہر یہی مستفاد ہوتا ہے کہ کفّار سے جنگ کرنا ہر مسلمان پر نماز روزہ کی طرح فرض عین ہے لیکن سورہ برأت کی آیت وَمَا کَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِیَنۡفِرُوۡا کَآفَّۃً فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَۃٍ مِّنۡھُمۡ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوۡا فِی الدِّیۡنِ (الآیۃ) سے اور بہت سی احادیث سے معلوم

ہوتا ہے کہ قتال کرنا ہر مُسلمان پر ہر وقت فرضِ عین نہیں ہے اسی لیے فقہاء نے اس بارے میں تفصیل لکھی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ بعض حالات میں فرضِ عین اور عام حالات میں فرضِ کفایہ ہے کافروں سے جنگ کرنا جارحانہ بھی مشروع ہے اور دافعانہ بھی جیسا کہ قرآن و حدیث کی نصوص عامہ سے ثابت ہے۔ عام طور سے کافروں سے جنگ کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔ لفظ جہاد جُہد سے لیا گیا ہے جو محنت اور کوشش کے معنی میں ہے یہ اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے ہر اس محنت اور کوشش کو شامل ہے جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے ہو۔ سورۂ براءت میں فرمایا:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: بالکل کھڑے ہو ہلکے ہو یا بھاری اور جہاد کرو اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

اس آیت میں مال اور جان دونوں سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا ہے اور سُنن ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وانفسكم وألسنتكم (باب كراهية ترك الغزو)

اس حدیث میں زبانوں سے جہاد کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے، زبان سے جہاد کرنے میں بہت باتیں آ گئیں، کافروں سے مناظرہ کرنا، ان کے خلاف تقریریں کرنا مُسلمانوں کو جہاد کرنے کے لیے ترغیب دینا اور آمادہ کرنا وغیرہ، مسلمانوں پر ہر قسم کا جہاد باقی رکھنا لازم ہے۔ علامہ ابوبکر جصاصؒ احکام القرآن ص۱۱۳ جلد ۳ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام مالکؒ اور تمام فقہاءِ امصار کا قول ہے کہ جہاد قیامت تک فرض ہے لیکن اس میں اتنی تفصیل ہے کہ عام حالات میں فرضِ کفایہ ہے مُسلمانوں کی ایک جماعت اس میں مشغول رہے گی تو باقی مُسلمانوں کو اس کے ترک کرنے کی گنجائش ہوگی اور یہ بھی لکھا ہے کہ تمام مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مُسلمانوں کے ممالک کی سرحدوں کے رہنے والے مُسلمان اگر طاقت ور نہ ہوں اور ان میں کافروں سے مقابلہ کی طاقت نہ ہو جس کی وجہ سے اُنہیں اپنے شہروں اور اپنی جانوں اور اپنے بال بچّوں پر دُشمنوں کی طرف سے خوف ہو تو ساری اُمّت پر فرض ہوگا کہ وہ اپنے گھروں سے نکلیں اور کافروں کے حملہ سے مُسلمانوں کی حفاظت کریں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اُمّت میں کسی کا بھی یہ قول نہیں ہے کہ جب (کسی علاقہ میں) مسلمانوں کو اپنی جانوں کے قتل ہونے کا اور بچّوں کے قید ہونے کا خطرہ ہو تو دوسرے (علاقہ کے) مسلمانوں کو اُن کی مدد چھوڑ کر گھر میں بیٹھنا جائز ہو۔

پھر لکھا ہے کہ امام المسلمین پر اور عامۃ المسلمین پر لازم ہے کہ ہمیشہ کافروں سے جنگ کرتے رہیں یہاں تک کہ اسلام قبول کریں یا جزیہ ادا کریں۔

ثم قال: وهو مذهب أصحابنا ومن ذكرنا من السلف المقداد بن الأسود وأبي طلحة في آخرين من الصحابة والتابعين وقال حذيفة بن اليمان: الإسلام ثمانية أسهم وذكر سهما منها الجهاد۔

علّامہ جصاص نے جہاد کی فرضیت پر متعدّد آیات قرآنیہ نقل کی ہیں۔ مثلاً (وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ) اور (قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ الآية) اور (قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الآية) اور (فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ) اور (فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ) اور (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً) وغيرها من الآيات۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے مسلمانوں کی ایک جماعت اگر اس فریضہ پر قائم رہے تو باقی مسلمانوں سے ساقط ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی جہاد میں مشغول نہ رہے تو سب گناہ گار ہوں گے۔ پھر لکھتے ہیں کہ کافروں سے قتال کرنا واجب ہے اگرچہ وہ خود سے جنگ میں پہل نہ کریں اور اگر مسلمانوں کے کسی شہر پر دُشمن چڑھ آئیں تو تمام مسلمانوں پر ان کا دفاع لازم ہوگا۔ اس صُورت میں عورت بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نکل کھڑی ہو، اور غلام بھی آقا کی اجازت کے بغیر میدان میں آجائے اس لیے کہ اس صُورت میں دُشمنوں سے جنگ کرنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ کتاب السیر) جیساکہ پہلے عرض کیا گیا جہاد اور قتال اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے اور اللہ کا دین پھیلانے کے لیے ہے اور جنگ برائے جنگ نہیں ہے اور جہاد کے لیے مستقل احکام ہیں جو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

جہاد کے بعض احکام

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب مُسلمان کافروں کے ملک میں داخل ہوں اور ان کے کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کرلیں تو ان کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ دعوت قبول کرلیں اور اسلام لے آئیں تو جنگ کرنے سے رُک جائیں کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیں (اور مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائیں۔ (کما زادہ مسلم فی روایۃ)

اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان کو جزیہ ادا کرنے کی دعوت دیں اگر وہ جزیہ ادا کرنا منظور کرلیں تو پھر ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مُسلمانوں کے ہیں اور ان کی وہی ذمّہ داریاں ہوں گی جو (ملک کی حفاظت کے سلسلے میں) مسلمانوں پر عائد ہوں گی (لیکن جزیہ کی دعوت مُشرکین عرب کو نہیں دی جائے گی۔ ان کے لیے اسلام ہے یا تلوار ہے) جن لوگوں کو دعوتِ اسلام نہیں پہنچی ان کو دعوت دیے بغیر جنگ کرنا جائز نہیں اور جن لوگوں کو دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہے اُن کے بارے میں مستحب ہے کہ پہلے ان کو دعوت دی جائے پھر قتال کیا جائے۔ اگر کُفار قبول اسلام سے بھی انکاری ہوں اور جزیہ دینے پر بھی راضی نہ ہوں تو اللہ سے مدد طلب کرکے ان سے جنگ کی جائے اور عورتوں کو اور بچّوں کو اور بہت بوڑھے کو اور اپاہج اور اندھے کو قتل نہ کیا جائے ہاں اگر ان میں سے کوئی شخص اُمورِ حرب میں رائے رکھنے والا ہو یا عورت بادشاہ بنی ہوئی ہو تو ان کو قتل کردیا جائے۔ (من الھدایۃ باب کیفیۃ القتال)

مسلمانوں نے جب سے جہاد چھوڑا ہے دُشمنوں نے ان پر قابُو پالیا ہے اور ایسے معاہدوں میں جکڑ دیا ہے جن کی وجہ سے وہ کافروں پر حملہ نہ کرسکیں اور کافروں کا اپنا یہ حال ہے کہ معاہدوں کی پاسداری کے بغیر جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ سراسر خیر ہی ہے اس سے اسلام پھیلتا ہے کافروں پر حُجّت قائم ہوتی ہے۔ مُسلمانوں میں قوت آتی ہے دُشمن مغلوب ہوتے ہیں اور مغلوب رہتے ہیں باعزّت زندہ رہتے ہیں۔ اللہ کی مدد نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کرنا دُشمنانِ دین کے مشوروں پر چلنا اور ان سے دبنا اسی نے تو عالم میں مُسلمانوں کی ساکھ خراب کر رکھی ہے۔

مُسلمانوں نے خدمتِ اسلام کے جذبہ کو چھوڑ دیا۔ حُبِّ جاہ، حُبِّ اقتدار نے ان کے چھوٹے چھوٹے ملک بنا دیے۔ ہر ایک اپنے اقتدار کی ہوس میں ہے اور اقتدار باقی رکھنے کے لیے دُشمنوں کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ اس طوائف الملوکی نے مسلمانوں کی طاقت کو منتشر کر رکھا ہے۔ آپس میں لسانی اور صوبائی

عصبیتوں کی بنیاد پر ایک دوسرے کی جانوں کے پیاسے بنے ہوتے ہیں۔ دشمنوں کی شہ پر اپنی وحدت ختم کر رکھی ہے۔ سارے عالم کے مسلمانوں کا اگر ایک ہی ملک ہوتا اور ایک ہی امیر المومنین ہوتا سارے مسلمان اسلام ہی کے لیے سوچتے اور اسی کے لیے جیتے اور اسی کے لیے مرتے تو کسی دشمن کی ہمت نہ تھی کہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا۔ دشمنوں نے عصبیتیں سمجھا کر بہت سارے چھوٹے چھوٹے ملک بھی بنوا دیے اور جہاد سے بھی دُور کر دیا۔ لہٰذا اپنے قابو میں کچھ نہ رہا۔ ہمت کر کے آپس میں ایک ہوں تو اب بھی انشاء اللہ حال ٹھیک ہو جائے گا۔

مجاہد کے فضائل

حضرت ابوہریرہ، حضرت سہل بن سعد اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام کو نکلنا ساری دُنیا اور دُنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری، ص: ۳۹۲، ج:۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں ——— پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (صحیح بخاری، ص: ۳۹۲، ج:۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے اُسے دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

(بخاری، ص: ۳۹۴، جلد:۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کیا کہ جو بھی کوئی شخص جنّت میں داخل ہوگا وہ دُنیا میں واپس آنے کی آرزو نہ کرے گا۔ خواہ اس کو وہ سب کچھ مل جائے جو دُنیا میں ہے سوائے شہید کے۔ وہ وہاں جو اپنا اعزاز دیکھے گا اس کی وجہ سے آرزو کریگا وہ دُنیا میں واپس چلا جاتا اور دس مرتبہ قتل کیا جاتا۔ (صحیح بخاری ص: ۳۹۵، ج:۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن ایک اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت میں گزارنا ایک ماہ کے

روزے رکھنے اور راتوں رات ایک ماہ نمازوں میں قیام کرنے سے بہتر ہے اگر یہ شخص اسی حالت میں وفات پاگیا تو (ثواب کے اعتبار سے) اس کا وہ عمل جاری رہے گا جو عمل وہ کیا کرتا تھا اور اس کا رزق جاری رہے گا اور (قبر میں) فتنہ ڈالنے والوں سے پُر امن رہے گا۔ (صحیح مسلم ص ۱۴۲ ج ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرگیا کہ اس نے جہاد نہیں کیا اور اس کے نفس میں جہاد کا خیال بھی نہ آیا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرگیا۔ صحیح مسلم، ص: ۱۴۱، ج: ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس کی راہ میں کون زخمی ہوتا ہے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خُون بہہ رہا ہوگا رنگ تو خُون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔ (صحیح بخاری، ص: ۳۱۳ ج: ۲ - صحیح مسلم، ص: ۱۲۳، ج: ۲)

جہاد میں مال خرچ کرنے کا ثواب

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔ ایک شخص نے جہاد کے لیے ایک اُونٹنی پیش کر دی جس کو مُہار لگی ہوئی تھی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تیرے لیے اس کے عوض قیامت کے دن سات سو اُونٹنیاں ہوں گی۔ ہر ایک کو مُہار لگی ہوگی۔ (صحیح مسلم ص: ۱۳۷، ج: ۲ یعنی مُہار لگی ہُوئی سات سو اُونٹنیاں خرچ کرنے کا ثواب ملے گا)

جہاد میں شرکت کے لیے جانے والے کو سامان دے دینا جس سے وہ جنگ کرے اور کھائے پیئے اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس نے کسی فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کو سامان دیا اس نے (بھی) جہاد کیا اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے گھر والوں کی خدمت میں خیر کے ساتھ رہا اس نے بھی جہاد کیا۔ (صحیح بخاری، ص: ۳۹۹ ج: ۱)

جہاد پر دُشمنانِ اسلام کا اعتراض اور اس کا جواب

دُشمنانِ اسلام نے جہاد کو بہت مکروہ طریقہ پر پیش کیا ہے اوّل تو اسلام کی دُشمنی میں اسلام کی دعوت کو نہیں سمجھتے۔ اسلام کی دعوت یہ ہے کہ سارے انسان اللہ کو وحدہٗ لاشریک مانیں اس کے سب رسولوں

اور سب کتابوں پر ایمان لائیں، خاتم النّبیین محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ کا نبی اور رسول مانیں قرآن پر ایمان لائیں اور محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی طرف سے جو شریعت پیش کی ہے اس کو مانیں جو شخص یہ سب قبول کرے گا وہ مُسلم ہوگا۔ اللہ کا فرمانبردار ہوگا۔ مستحق جنّت ہوگا اور جو شخص اس دین و شریعت کو قبول نہ کرے گا وہ کافر ہوگا مستحق دوزخ ہوگا۔ ہمیشہ ہمیشہ آگ کے دائمی عذاب میں رہے گا۔

جب مُسلمان کافروں سے جنگ کریں تو اُنہیں پہلے اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو کوئی لڑائی نہیں، جنگ نہیں، قتال نہیں، اگر اسلام کو قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ دینے کو کہا جائے گا۔ پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو جنگ کی جائے۔ جہاد کا مقصود اعلیٰ کافروں کو دینِ حق کی طرف بلانا ہے تاکہ وہ جنّت کے مستحق ہوجائیں اگر جنگ کرکے کسی قوم کو دوزخ سے بچاکر جنّت میں داخل کردیا تو اس میں ان کے ساتھ احسان ہی کیا، کسی قوم کے تھوڑے سے افراد جنگ میں کام آگئے اور اکثر افراد نے اسلام قبول کرلیا تو مجموعی حیثیّت سے اس قوم کا فائدہ ہی ہُوا، اگر کوئی قوم اسلام قبول نہ کرے اور جزیہ دینے پر راضی ہوجائے اور اس طرح مُسلمانوں کی عملداری میں رہنا قبول کرے تو اس میں بھی اس قوم کا فائدہ ہے کہ دُنیاوی اعتبار سے ان کی جانیں محفوظ ہوگئیں اور آخرت کے اعتبار سے یہ فائدہ ہُوا کہ اُنہیں دین اسلام کے بارے میں غور کرنے کا موقعہ مل گیا۔ مُسلمانوں کی اذانیں سُنیں گے۔ نمازیں دیکھیں گے۔ مسلمانوں کا جو اللہ سے تعلّق ہے اور جو مخلوق کے ساتھ ان کے معاملات ہیں وہ سامنے آئیں گے۔ مُسلمانوں کے زہد و تقوٰی سے متاثّر ہوں گے اس طرح سے اقرب ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں اور کُفر سے بچ جائیں اور آخرت کے عذاب سے محفوظ ہوجائیں۔ رہا جزیہ تو یہ ان کی جانوں کی حفاظت کا بدلہ ہے اور وہ بھی سب پر نہیں ہے اور زیادہ نہیں ہے۔ اس ساری تفصیل سے سمجھ لینا چاہیے کہ جہاد میں کافروں کی خیر خواہی پیشِ نظر ہے اگر کافروں کی کوئی جماعت اسلام بھی قبول نہ کرے اور جزیہ دینا بھی منظور نہ کرے تو اُن کے ساتھ جنگ اور قتل و قتال کا معاملہ ہوگا۔ کافر اللہ کا باغی ہے۔ کُفر بہت بڑی بغاوت ہے۔ مجازی حکومتوں میں سے کسی حکومت کی کوئی فرد یا جماعت بغاوت کرے تو اس کو سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے۔ اللہ کے باغی جو اس کی زمین پر بستے ہیں اس کا دیا کھاتے ہیں اس کی عطا کی ہُوئی نعمتیں کام میں لاتے ہیں اللہ پر ایمان نہیں لاتے اگر اللہ

کو مانتے ہیں تو اس کے ساتھ غیر اللہ کی بھی عبادت کرتے ہیں ۔ بتوں کو پوجتے ہیں اور بہت سے خدا مانتے ہیں ایسے لوگ اس قابل کہاں ہیں کہ خدا کی زمین پر زندہ رہیں، اللہ کے وفادار بندے جنھوں نے اللہ کے دین کو قبول کرلیا اللہ کے دین کی دعوت دیتے ہیں پھر ان باغیوں کے منکر ہونے کے بعد اللہ کے وفادار بندے ان کو قتل کردیں تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے ؟ دُنیا سے کفر و شرک مٹانے کے لیے اور خالق و مالک جلّ مجدہٗ کے باغیوں کی سرکوبی کے لیے جو اسلام میں جہاد شروع کیا گیا ہے اس پر تو دُشمنوں کو اعتراض ہے لیکن صدیوں سے دُشمنانِ اسلام خاص کر یُورپ کے لوگ جو ایشیا کے ممالک پر قبضہ کرتے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں جو لاکھوں کروڑوں خُون ہُوئے ہیں ۔ اٹھارہ سو ستاون میں جو انگریزوں نے ہندوستانیوں کا قتلِ عام کیا ہے اور ۱۹۱۴ء اور ۱۹۴۲ء میں جو عالمی جنگیں ہُوئی تھیں اور ہیروشیما پر جو بم پھینکا گیا اور ایک طویل زمانہ تک جو صلیبی جنگیں ہُوئی ہیں جن میں لاکھوں انسان تہ تیغ ہُوئے یہ سب کچھ کون سی خیر پھیلانے کے لیے ہوا ؟ کیا اس میں ملک گیری کی ہوس اور کفر و شرک پھیلانے کے عزائم اور دینِ اسلام کو مٹانے کے ارادے نہیں تھے ؟ یہ ان لوگوں کی حرکتیں ہیں جو سیّدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے نسبت رکھنے کے جُھوٹے دعویدار ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تعلیم یہ تھی کہ کوئی شخص تمہارے رُخسار پر ایک طمانچہ مارے تو دوسرا رخسار بھی اس کے سامنے کردو اور مُشرکینِ ہند کو دیکھو جن کے یہاں ہتھیا کرنا بہت بڑا پاپ ہے جو چوہا مارنے کو بُرا جانتے ہیں وہ مُسلمانوں کے خُون کے پیاسے ہیں اور برابر فساد کرتے ہیں اور قتل و خُون کا بازار گرم کرتے رہتے ہیں۔

اسلامی جہاد پر اعتراض کرنے والے اپنے آئینہ میں اپنا مُنہ نہیں دیکھتے اور جو لوگ اللہ کے باغی ہیں اُن کی بغاوت کو کچلنے والوں کے جہاد اور قتال پر اعتراض کرتے ہیں، سچ ہے ؎

اپنے عیبوں کی کہاں آپ کو کچھ پروا ہے ؟
غلط الزام بھی اوروں پر لگا رکھا ہے !
یہ ہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے ؟

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج - کویت

پرویزیت

قرآن واسلام کی دُشمن

علیم وخبیر باری تعالیٰ عزوجل نے راہِ ہدایت کے بارے میں قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اُصولی تصریحات بیان فرمادی ہیں تاکہ حق وباطل میں واضح امتیاز کیا جاسکے اور ان کی روشنی میں اُمت فتنہ پرور دُشمنانِ اسلام کی تحریفات اور نظریات فاسدہ سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا

ترجمہ: اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے جبکہ اس پر ہدایت یعنی سیدھی راہ واضح ہو چکی ہو اور وہ مومنین کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو اسی کے اختیار کردہ (راستے) کے حوالے کردیں گے اور ہم اس کو جہنّم میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُری جگہ پہنچے گا۔ النساء (۱۱۵)

رسول کی مخالفت کا مطلب محض رسول کا انکار نہیں بلکہ اس کا مطلب فرامین وسنن رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم جو کہ ہدایت الٰہی اور احکامات قرآنی کی قولی وعملی تشریح ہیں کا انکار ہے اور یہی سبیل المومنین کی بھی بُنیاد ہیں اور اس سبیل کی مخالفت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وعید کا واضح اظہار فرمادیا ہے۔

سبیل المومنین کی حجیت کا ذکر خالی از حکمت نہیں حالانکہ اس کی بُنیاد تو اصلاً وہ ہدایت ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعے واضح کردی گئی اور جس کی پیروی کا حکم ہی کافی تھا لیکن باری تعالیٰ عزوجل نے سبیل المومنین کی پیروی کو بھی مُسلمانوں کے لیے حجت قرار دیا جس کا

مقصد دراصل اس حقیقت کو واضح کرنا تھا کہ سبیل المومنین ہدایت الٰہی (جس کا مصدر و مقصد قرآن پاک ہے) کی قولی و عملی تشریح توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تسلسل ہوگا جو بسلسلہ تواتر زمانہ در زمانہ اُمت تک پہنچتا رہے گا تاکہ یہ تغیر زمانہ کی دست برد اور طالع آزما دشمنانِ اسلام اور منافقین اُمت کی تحریف و تبدل سے محفوظ رہے اور اس طرح سے قرآن پاک کے متن و بیان (معانی) کی حفاظت کا انتظام وانصرام بھی قائم رہے۔

آج اگر کوئی سبیل المومنین کے خلاف اپنے ظن سے اپنی بصیرت کو حجت بنا کر عبادات و معاملات کی طے شدہ عملی شکلوں کے تسلسل کا انکار کردے تو اُس کی گرفت کے لیے آیت بالا واضح ہے۔ سبیل المومنین درحقیقت قرآن وسُنّت کے بعد دین کا تیسرا ستون ہے جسے اجماع اُمت کہتے ہیں اور اجماع اُمت کی مخالفت قرآن وسُنّت کی ہی مخالفت ہے۔

"اور پھر اللہ تعالیٰ نے دین حق میں شخصی ظن کی مداخلت پر بھی گرفت فرمائی جو اس آیت سے واضح ہے۔

ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئًا

ترجمہ: اور وہ اکثر محض اٹکل (ظن) پر چلتے ہیں لیکن دین حق میں اٹکل (ظن) کا کوئی کام نہیں بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ (یونس، ۳۶)

اُمّت مسلمہ کی بدنصیبی ہے کہ اس کے مختلف ادوار میں فتنہ پرور گروہوں نے اسلام کے تینوں بنیادی اداروں قرآن و سنّت اور اجماع اُمّت سے صرف نظر کرتے ہوئے محض اپنے نام نہاد شخصی ظن سے دین حق میں نئے نئے شکوک و شبہات اور موہومات کی آمیزش کرکے اس میں تحریف کی بُنیاد ڈالی۔ قرآن پاک اور اس کی تعلیمات، عبادات و معاملات اور اللہ تعالیٰ کے بارے تصوّر کے ضمن میں کئی مغالطے پیش کیے۔ احادیث کی شرعی حیثیت کو چیلنج کیا اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کا حصّہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا اس طرح سے اسلام میں فرقہ و گروہ بندی کی داغ بیل پڑگئی اور اُمّت بتدریج شکست و ریخت کا شکار ہونا شروع ہوگئی۔ ان گروہوں کے اپنے مخصوص مفادات تھے جن کے محرکات ذاتی بھی تھے اور اسلام دشمن یہودی و نصرانی عناصر کی سازش و پشت پناہی کا نتیجہ بھی تھے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُمّت

میں کبھی معتزلہ، کبھی قدریہ، کبھی جبریہ، کبھی حلولیہ، کبھی کلابیہ، کبھی اسکافیہ، کبھی عقالیہ وغیرہ اور ماضی قریب میں قادیانیہ، نیچریہ، چکڑالویہ، جیراجیہ، جیرتیہ فتنوں نے اپنے اپنے زنگار رنگ جوہر دکھلائے اور آخر میں ان سب کا مجموعہ الضالین غلام احمد پرویز کا فرقہ پرویزیہ مشہور از بام ہوا جس نے گمراہی وضلالت کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیے اور دین کو مسخ کرنے میں اپنے کید وفریب کی انتہا کردی۔ پرویز نے اپنے گمراہ کُن افکار کی ترویج کے لیے اور اپنے آپ کو نئی نسل میں متعارف اور مقبول بنانے کے لیے کبھی علامہ اقبال کا سہارا لیا اور کبھی قائد اعظم کا اور کبھی تحریک پاکستان میں اپنی نام نہاد جدّوجہد کا جو سراسر جھوٹ۔ دروغ گوئی اور دجل کے سوا کچھ نہ تھا اس کے ہاں اپنے باطل نظریات کی تائید میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین و ملحدین جیسے کارل مارکس، لینن، نٹشے، ہیگل، فرائڈ، ڈارون، ماوزے تنگ وغیرہ کے کُفریہ افکار کے پے درپے حوالہ جات ملیں گے لیکن عالمِ اسلام کے ثقہ مفسرین اور محدثین، مفکرین ومتقین کا جو علم وتقوٰی اور اسلامی خدمات کے سلسلے میں سبیل المومنین کی زندہ علامات اور روشن مثالیں ہیں ذکر تک نہیں ملے گا۔ پرویز نے قرآن پاک کی من مانی اور من گھڑت تشریح و تفسیر کرتے ہوئے ملحدین کے باطل افکار کو جبری تطبیق کے ذریعہ عین قرآنی ثابت کرنے کے لیے کئی کتابوں کے صفحات کالے کیے ہیں اور پورے دین اسلام کو مسخ کرنے میں آخری حدوں کو چھولیا ہے۔ اس نے احادیث نبویؐ کو اپنی خود ساختہ ناقدانہ اتھارٹی کے ذریعے خلاف قرآن کہہ کر مسترد کرتے ہوئے قرآن کے بعد دین کا دوسرا ماخذ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس طرح سے احادیث وسنن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر اپنے باطل فکر کی بُنیاد رکھی ہے قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلے میں وہ مفسرین اور راسخون فی العلم کی تحقیقات کی نفی کر کے صرف اپنی بصیرت کو حجت قرار دیتا ہے گویا اس نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر زمانہ حال تک تمام صاحبان حق اور اہل علم حضرات کے مدمقابل کھڑا کیا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور کو عبوری دَور قرار دیتا ہے اور اس دَور کے مرتب کردہ قوانین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو قابلِ قبول تسلیم نہیں کرتا احکامات قرآن اور عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تواتر وتسلسل سے ثابت شدہ مستمر عبادات و معاملات مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، قربانی، قوانین وراثت، حدود و تعزیرات کو اپنے حالات وضروریات

اور منشاء و سہولت کے مطابق قابلِ تبدیل قرار دیتا ہے۔ وہ اطاعت رسول کی فی نفسہ اطاعت و اتباع کا منکر ہے بلکہ اطاعت رسول کو پرویزی مرکز ملّت یا نام نہاد گمراہ باطل پرویزی اسلام کے مطابق قائم کردہ اسلامی حکومت کی اتباع قرار دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بھی مرکز ملّت کی اطاعت کے تابع ثابت کرتا ہے۔ ملائکہ وجن اور وجود آدم کا انکار کرتا ہے اور کسی ایسے نظام ربوبیت کا نقشہ پیش کرتا ہے جس کے معاشی نظام کے ڈانڈے، لینن، کارل مارکس اور ماؤزے تنگ کے اشتراکی نظریات سے جاکر ملتے ہیں۔ اس بدبخت اور کور باطن کا الزام یہ ہے کہ ایسا نظام نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے عہد میں قائم کیا تھا (معاذ اللہ) یہ وہ اجمالی نقشہ ہے جو متعدد پرویزی کتابوں میں پھیلے ہوئے باطل و ملحدانہ افکار و نظریات پر مبنی ہے۔ یہ اسلام کامل اور دین محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جزئیات و تفصیلات کے خلاف کھلی ہوئی اور واشگاف بغاوت ہے۔ غلام احمد پرویز کا فرامین نبوّت صلّی اللہ علیہ وسلّم جو اساس دین اور وجہ حجّت اسلام ہیں سے انکار مرزا غلام احمد قادیانی کے انکار ختم نبوّت کے مترادف اور ہم پلّہ ہے۔ پرویزیت اور قادیانیت میں اور بھی بہت ساری مماثلتیں ہیں جو انشاء اللہ الگ مضمون میں بیان ہوں گی لیکن ایک قدر مشترک واضح ہے کہ جیسے قادیانیت کی پشت پناہی انگریز سرکار نے کی تھی۔ ایسے ہی پرویزیت کی پشت پناہی پر کوئی نہ کوئی ملکی و غیر ملکی سرکاری و نیم سرکاری لابی ضرور موجود ہے جس کی شہ پر دینِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہر شعبہ کی تنقیص کی گئی ہے اور پورے دین کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ اس قدر وسیع ایجنڈا کسی پشت پناہی کے بغیر ممکن نہیں۔ صدر ایّوب خان سے غلام احمد پرویز کی ۲۵ لاکھ روپے کی وصولی کی گواہی تو پرویز کے ایک دیرینہ دوست جناب بشیر حسین ناظم (جو الحمد للہ پرویزیت سے تائب ہو چکے ہیں) دے چکے ہیں جس کی روئیداد ملک کے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی ہے دیگر ذرائع کی امداد بھی وقت کے ساتھ منظر عام پر آجائے گی۔

غلام احمد پرویز کی دینِ اسلام کو بازیچہ اطفال بنانے کی ننگ دین جسارت پر علمائے حق تڑپ اُٹھے اور اُنھوں نے ملک کے طول و عرض اور سعودی عرب کے علماء سے رابطہ قائم کر کے پرویز کے افکار و نظریات پر رائے طلب کی اور سب نے متفقہ طور پر اس شخص کو مرتد و کافر قرار دیا یہ فتوٰی ۱۹۶۲ء میں صادر ہُوا اور اس کی وقت کے ہر مکتبہ فکر کے ایک ہزار علمائے کرام نے بزعم خویش

توثیق کی یہ فتوٰی عالم اسلام کے فتنوں کی سرکوبی کے سلسلے میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور اجماعِ اُمت کی ایک منفرد مثال ہے۔ غلام احمد پرویز اپنی زندگی میں اپنے کافرو ملحدانہ افکار و عقائد سے تائب نہیں ہُوا اور انہی پر آنجہانی ہوگیا اور اپنے پیچھے گمراہوں کی ایک جماعت "بزم طلوع اسلام" کے نام سے اس وصیّت کے ساتھ چھوڑ گیا کہ وہ اس کے یہودی مشن کو زندہ رکھتے ہُوئے آگے بڑھانے میں وفاشعاری کا حق ادا کرتے ہیں۔ ہر باطل تنظیم کا یہی طریق کار ہوتا ہے۔ ابلیسیت کے تسلسل میں کبھی فرق نہیں آیا کرتا۔

چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ وراثت پرویز "بزم طلوع اسلام" نے اپنے آپ کو منظم کر لیا اور اپنی خلاف اسلام ناپاک سرگرمیوں کا جال پُورے ملک اور بیرون ملک کچھ شہروں میں آہستہ آہستہ پھیلا دیا انٹرنیٹ پر پرویزی افکار و نظریات کی ترویج شروع کر دی اور پرویزی لٹریچر اور پرویزیت پر آڈیو، ویڈیو کیسٹیں، فری بانٹی جانے لگیں۔ ملکی تہواروں کے منانے کی آڑ میں سیمینارز کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ جس میں ملک کے دانشور، تعلیمی ماہرین، سیاستدان بیوروکریٹس، عدالتی و عسکری اہل کار اور نوجوان طالب علموں کو مدعو کر کے انہیں اپنے جال میں پھانسنے کی منصوبہ بندی پر پوری مستعدی سے کام شروع کیا گیا اور اس حکمت عملی سے حقیقی دین اسلام اور اس کے محافظین عُلماء کرام کے بارے میں شکوک و شُبہات پھیلا کر اسلام کے نام پر دین اسلام سے بیزار کرنے کی مہم پر دن رات لگا دیے گئے جس کے نتیجہ میں گمراہی عام ہونے لگی۔ راقم کے مستقر کویت میں بھی پرویزی "بزم طلوع اسلام" کی غروب اسلام کے لیے سرگرمیاں جب بڑھنا شروع ہُوئیں اور لوگ دین کے بارے میں کنفیوژن کا شکار ہُوئے تو احباب اور عوام کی کثیر تعداد نے رہنمائی کے لیے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو مَیں گمراہی پھیلانے کی اس منظّم سازش پر ششدر رہ گیا، چنانچہ مَیں نے اپنے خطبات جمعہ، دروس اور مجالس میں اس ابلیسی فتنہ کا تعاقب کیا اور لوگوں کو صحیح صُورتِ حال سے آگاہ کر کے اُنھیں گمراہی سے بچایا۔ اس فتنے کا راستہ روکنے کے لیے مَیں نے کویت کی وزارت الاوقاف سے پرویز کی کتابوں میں بیان کردہ عقائد پر فتوٰی طلب کیا چنانچہ عُلماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی سفارشات کی روشنی میں وزارت الاوقاف نے سرکاری سطح پر غلام احمد پرویز بانی بزم طلوع اسلام اور اس کے متبعین کو کافر و مرتد قرار دیا اور فتوٰی کمیٹی کے چیئرمین شیخ مشعل مبارک عبد الصباح نے اپنے فتوٰی میں لکھا

"غلام احمد پرویز کے عقائد باطل و گمراہ کُن ہیں اور اسلامی عقیدے کے منافی ہیں ہر وہ شخص جو ان عقائد پر ایمان رکھتا ہو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہوگا اور اگر پہلے مُسلمان تھا تو پھر اس نے ان عقائد کو اختیار کیا ہو تو وہ مرتد شمار ہوگا کیونکہ ان عقائد سے ان اُمور کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن و سُنّت سے قطعی طور پر ثابت ہیں جو ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں"۔

اس فتوٰی کی ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت تشہیر ہُوئی جس نے بزم طلوع اسلام کے مضلین کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ اُنھوں نے خوب واویلا کیا اور سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح یہ فتوٰی واپس ہو جائے لیکن نہیں ذلّت کے سوا کچھ حاصل نہ ہُوا۔ عامۃ المسلمین کو اس حقیقت کشائی کا بہت فائدہ ہوا اور وہ اس بزم کی اسلام دشمن سازش سے آگاہ ہو کر محتاط ہو گئے۔

اس فتنہ کی سنگینی کے پیشِ نظر راقم نے عالم اسلام کے ہر اہم مرکز اور شخصیّت سے رابطہ کر کے ان کی آراء اور فتاوٰی جات طلب کیے تاکہ اس فتنہ کے بارے میں ہر سطح پر اجماع اُمّت قائم ہو جائے۔

امام حرمین شریفین الشیخ محمد عبداللہ السبیل نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں کے بارے اپنے فتوٰی میں تحریر فرمایا۔

"یہ شخص حجیت حدیث، معجزات، عذاب قبر اور بہت سی ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس ملحد نے قرآن کریم کی ان آیات اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ان احادیث کا جو نماز، زکوٰۃ، حج جنّت اور دوزخ سے متعلقہ ہیں انکار کیا ہے۔ یقیناً اس میں شک نہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین جو اس کے مذکورہ نامی عقائد پر ہیں کافر ہیں اس حکم میں یہ لوگ قادیانیت کی طرح ملّتِ اسلامیہ سے خارج ہیں۔ حکومت کے ذمّہ داران اور عُلماء کرام پر واجب ہے کہ وہ اس عظیم خطرہ سے آگاہ رہیں اور اُن کی جملہ حرکات اور ممکنہ کارروائیوں پر پابندی لگائیں تاکہ اُن کا زہر مسلمانوں میں نہ پھیل سکے"۔

مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ نے چند ماہ پیشتر فروری میں جاری کیے گئے اپنے سرکاری فتوٰی میں بزم طلوع اسلام جماعت کو کافر قرار دیا اور اسے مرتدین کے گروہ سے تعبیر کیا اور ایسے مرتدین کے لیے تائب نہ ہونے کی صُورت میں مسلم حکمرانوں سے ان کے قتل کا مطالبہ کیا۔ مفتیٔ اعظم کے فتوٰی کا متن درج ذیل ہے۔

فتوٰی (نمبر ۲۱۱۶۸) مورخہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۰ ہجری

طلوع اسلام نامی جماعت کے عقائد و افکار کہ جن کو اس جماعت کے بانی غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں نے اپنی کتابوں اور مضامین کے ذریعے پھیلایا ہے اور بہت سے اسلامی ملکوں میں اس جماعت کے خلاف علمائے مسلمین کی کثیر تعداد کی طرف سے جاری کیے گئے فتاوی کے بارے میں آگاہی کے بعد یہ واضح ہوگیا ہے کہ یہ جماعت متعدد گمراہیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے اکثر یہ ہیں۔

۱۔ اطاعت رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نہ ماننا اور سُنّت کی حجیت (شرعی حیثیت) کا انکار کرنا۔ اور یہ وہم کہ صرف قرآن ہی شریعت کا مآخذ ہے۔

۲۔ ارکان اسلام میں تحریف کرنا جو قرآن وسُنّت اور اجماع اُمّت کے خلاف ہے۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حج کے اُن کے نزدیک خاص معنی ہیں جیسا کہ باطنی فرقہ کے لوگ اسلام کے بارے میں کرتے ہیں۔

۳۔ ارکان ایمان میں تحریف کرنا جو کہ قرآن وسُنّت اور اُمّت کے خلاف ہے ملائکہ اُن کے نزدیک حقیقی دُنیا میں نہیں ہیں بلکہ کائنات کی قوّتوں کا حصّہ ہیں اور قضا و قدر ان کے نزدیک مجوسی فریب ہے۔

۴۔ جنّت و دوزخ کا انکار جو کہ اُن کے نزدیک حقیقی جگہیں نہیں ہیں۔

۵۔ بحیثیت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام کے وجود کا انکار کہ ان کے نزدیک وہ ایک تمثیلی قصّہ ہے حقیقت نہیں۔

۶۔ قرآن کریم کی تفسیر اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق کرنا اور اُن کا کہنا کہ احکام قرآن عبوری (وقتی) تھے ابدی نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ اس جماعت نے بہت سے گمراہ عقائد و افکار اپنائے ہوئے ہیں جن کی طرف یہ دعوت دیتے ہیں اور ان عقائد میں سے ایک ہی عقیدہ اس جماعت کو اسلام سے خارج کرنے کے لیے کافی ہے اور اسے مرتدین کے زمرہ میں شامل کر دیتا ہے اور یہ تمام عقائد کفریہ تو اور زیادہ ان لوگوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ سو جو مسلمان لوگ اُن کے عقائد و افکار کے بارے میں غور و فکر کریں گے وہ اس جماعت کی ضلالت و کُفریات کے جاننے کے بعد اس کے کافر و مرتد ہونے کا یقینی فیصلہ کریں گے کیونکہ یہ جماعت اللہ اور اس کے رسول کی اتّباع کو جھٹلاتی ہے اور مومنین کے راستے پر نہیں ہے

اور معروف ضروریات دین میں تحریف کرتی ہے۔

اور جو کچھ (اس جماعت) کے بارے پیش کیا گیا ہے اس بناء پر جو بھی اس جماعت کی اتباع کرتا ہے یا اس کی طرف دعوت دیتا ہے یا کسی بھی وسائل و ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کی آراء (سوچ وفکر) کو متأثر کرتا ہے وہ کافر ہے اور دینِ اسلام سے مرتد ہے اور مسلم حکمران پر واجب ہے کہ وہ اس سے توبہ طلب کرے اور اگر وہ تائب ہو جائے اور ایسی (کفریہ) حرکات سے باز آجائے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ ایسے کافر کو قتل کر دیا جائے۔

اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس گمراہ جماعت اور اس جیسی دوسری اسلام سے منحرف جماعتوں مثلاً قادیانیوں، بہائیوں وغیرہ سے بچیں اور لوگوں کو بچائیں اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو وصیّت کرتے ہیں کہ وہ قرآن وسُنّت اور اتّباع صحابہؓ وتابعینؒ اور اُن کے بعد آئمہ مہدیینؒ جن کا علم اور دین سے وابستگی ان کی ہدایت یافتگی پر گواہ ہیں کہ تھامیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے دُشمنوں کو جہاں کہیں بھی وہ ہوں نیچا دکھائے اور ان کے مکر و فریب کا ابطال کرے بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

وصلّی اللہ وسلّم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ ......

سائنٹیفک ریسرچ وافتاء کی مستقل کمیٹی

مہرو دستخط

مفتی عام برائے

حکومت سعودیہ عربیہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن آل شیخ

اس سے قبل مرحوم مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے بھی غلام احمد پرویز کو منکر حدیث کی حیثیّت سے کافر قرار دیا تھا اور وہ فتوٰی حکومت سعودیہ کے افتاء سیکرٹیریٹ کے الارشیف میں محفوظ ہے۔

متحدہ عرب امارات دوبئی سے اسلامک مشن نے بھی پرویز کے کُفریہ عقائد کی تفصیل لکھتے

ہوئے اجماعِ اُمّت کی روشنی میں اس کے کفر اور خارج از اسلام ہونے کا فتوٰی صادر کیاہے۔

حکومت پاکستان کی وزارت مذہبی اُمور، زکوٰۃ و عشر و اقلیتی اُمور نے بھی اس فتنے پر اپنے سرکاری نقطہ نظر کا اظہار کیا ہے چنانچہ اس وزارت کے سابق وفاقی وزیر جناب راجہ محمد ظفر الحق نے راقم کے استفتار کے جواب میں مندرجہ ذیل فتوٰی تحریر کیا۔

" غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً تبویب القرآن، قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن اور قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اُنھوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام، جنّت و جہنّم نماز اور حج کے بارے میں ان کے خیالات قطعًا ناقابلِ برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر عُلماء اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔

ہم کویت کی وزارت الاوقاف اور مفتی اعظم سعودی عرب کے فتاوٰی کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔

میری دُعاہے کہ اُمّت مسلمہ آئندہ بھی ان فتنوں سے محفوظ و مامون رہے"۔

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
رئاسة
إدارة البحوث العلمية والإفتاء
الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء

الرقم : ٤٧٩٥/٢
التاريخ : ١٤٢٠/١١/١٥ هـ .
المشفوعات :
الموضوع

من عبدالعزيز بن عبدالله بن محمد آل الشيخ الى حضرة الأخ المكرم / أحمد علي مولانا سراج الدين سلمه الله

سلام عليكم ورحمة الله وبركاته . وبعد :-

فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء على استفتائك المقيد بالأمانة العامة لهيئة كبار العلماء برقم (١٥٤٥) وتاريخ ١٤٢٠/٣/٥ هـ وأصدرت بشأنه الفتوى رقم (٢١١٦٨) وتاريخ ١٤٢٠/١١/١٤ هـ المرفقة .

وفق الله الجميع لما فيه رضاه إنه سميع قريب ..

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته ..

المفتي العام للمملكة العربية السعودية
ورئيس هيئة كبار العلماء وإدارة البحوث العلمية والإفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
رئاسة ادارة البحوث العلمية والإفتاء
الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء

الرقم :..................
التاريخ :..................
المرفقات :..................

فتوى رقم (١١٦٨٧) وتاريخ ١٤/ ١١/ ١٤٢٠هـ.

الحمدلله وحده والصلاة والسلام على من لانبيّ بعده .. وبعد :

فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء على ماورد إلى سماحة المفتي العام من المستفتي/أحمد علي مولانا سراج الدين . والمحال إلى اللجنة من الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء برقم (١٥٤٥) وتاريخ ١٤٢٠/٣/٥هـ. وقد سأل المستفتي سؤالاً هذا نصه :(ان منظمة « طلوع إسلام » والتي تصدر مجلة باللغة الاردوية باسم « طلوع إسلام » وهم من اتباع المدعو/غلام أحمد برويز - أحد أئمة الضلال - منكر للسنة وللعقائد الإسلامية للدين كما يتوضح لكم ذلك من الورقة المرفقة وهذه بعض عقائده الخبيثة ، وبما أن لهم نشاطا في الكويت وقد سمعنا أن لهم نشاطا في بعض دول الخليج الأخرى وفي باكستان وبلاد أخرى أيضا .

لذا نرجو التكرم بإصدار فتوى شرعية حتى يعرف عامة المسلمين حقيقتهم ولا ينخدعوا بهم لأنهم ينشرون الأفكار المعادية لكتاب الله وسنة الرسول صلى الله عليه واله وسلم والآراء الكفرية وباسم الإسلام مع الأسف الشديد .

وان فتواكم الكريمة سيكون لها اعظم الأثر في إماتة هذه الفتنة الخبيثة وإحقاق الحق وإزهاق الباطل إن شاء الله ، ويجزيكم الله الكريم على ذلك خير الجزاء .

كما نرجو أن تشمل فتواكم حكم الشرع في النحلة القاديانية لان لهم أيضا بعض الأنشطة في الكويت وغيرها ، وجزاكم الله خير الجزاء .) .

وبعد دراسة اللجنة للاستفتاء أجابت بمايلي :

بعد الاطلاع على عقائد وآراء الطائفة التي تسمى بـ (طلوع إسلام) مما نشره مؤسسها (غلام أحمد برويز) وأتباعه من كتب ومقالات وما صدر في هذه الطائفة من فتاوى من كثير من علماء المسلمين في عدد من أقطار العالم الإسلامي تبين أن هذه الطائفة جمعت ضلالات كثيرة منها :

١- جحد طاعة الرسول صلى الله عليه وسلم ، وإنكار حجية السنة ، والزعم بأن مصدر التشريع هو القرآن فقط .

٢- تحريف أركان الإسلام بما يخالف القرآن والسنة وإجماع الأمة فالصلاة والزكاة والحج عندهم لها معانٍ خاصة كتفسيرات الفرق الباطنية المارقة من الإسلام .

٣- تحريف أركان الإيمان بما يخالف القرآن والسنة وإجماع الأمة فالملائكة عندهم ليسوا عالماً حقيقياً وإنما هم القوى المودعة في الكائنات ، والقضاء والقدر عندهم مكيدة مجوسية .

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
رئاسة ادارة البحوث العلمية والإفتاء
الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء

الرقم : ....
التاريخ : ....
المرفقات : ....

(٢)

تابع الفتوى رقم (٢١١٦٨) وتاريخ ١٦/ ١١/ ١٤٢٠هـ.

٤- جحد الجنة والنار وأنها ليست أمكنة حقيقية .
٥- إنكار وجود آدم أبي البشر عليه السلام وأن قصته تمثيلية لا حقيقة .
٦- تفسير القرآن الكريم بالرأي والهوى ، والقول بأن أحكام القرآن الكريم مؤقتة لا أبدية .

إلى غير ذلك من العقائد والآراء الزائغة التي تبنتها هذه الجماعة ودعت إليها وإن واحدة من هذه العقائد كافية بمروق هذه الجماعة من الإسلام ولحوقها بالمرتدين فكيف باجتماع أنواعٍ من المكفرات عندها ، إن من تأمل هذه العقائد والآراء من عامة المسلمين فضلاً عن علمائهم جزم بضلال هذه الطائفة وكفرها وردتها عن الإسلام لتكذيبها لله ولرسوله واتباعها غير سبيل المؤمنين وتحريفها لما هو معلوم من الدين بالضرورة ، وبناء على ما تقدم : فمن اتبع هذه الجماعة أو دعا إليها أو زين للناس آراءها بأية وسيلة من وسائل الإعلام فهو كافر مرتد عن دين الإسلام يجب على الوالي المسلم استتابته فإن تاب وأقلع ورجع إلى الإسلام الحق وإلا قتل كافراً .

ويجب على جميع المسلمين الحذر والتحذير من هذه الجماعة الضالة وغيرها من الفرق المنحرفة عن الإسلام كالقاديانية والبهائية ونحوها ، ونوصي إخواننا المسلمين بالاعتصام بالقرآن والسنة واتباع الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الأئمة المهديين المشهود لهم بالعلم والدين ، ونسأل الله أن يكبت أعداء الإسلام أينما كانوا وأن يبطل كيدهم إنه على كل شيء قدير وحسبنا الله ونعم الوكيل ، والحمدلله رب العالمين .

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه . . . ،

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	الرئيس
عبدالله بن عبدالرحمن الغديان	عبدالعزيز بن عبدالله بن محمد آل الشيخ
عضو	عضو
بكر بن عبدالله أبوزيد	صالح بن فوزان الفوزان

حکومت پاکستان
وزارت مذہبی امور زکوٰۃ و عشر و اقلیتی امور

ٹیلیفون: ۹۲۱۴۸۵۶
فیکس: ۹۲۰۵۸۴۳

وزیر

نیم سرکاری مراسلہ نمبر 1(8)/ایم آر اے/99
اسلام آباد: 28 ستمبر 1999ء

محترم ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا جس کیلئے میں شکر گزار ہوں۔ غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً تبویب القرآن، قرآنی فیصلے، مقام حدیث، لغات القرآن اور قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام جنت و جہنم، نماز اور حج کے بارے میں ان کے خیالات قطعاً ناقابل برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔ ہم کویت کی عدالت عظمیٰ اور مفتی اعظم کے فیصلوں کو مبنی بر حق سمجھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ امت مسلمہ آئندہ بھی ان فتنوں سے محفوظ و مامون رہے۔

والسلام

خیر اندیش

(راجہ محمد ظفر الحق)

جناب ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج صاحب
صدر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت
پوسٹ بکس نمبر 23426، صفات۔ 13095
صفات۔ کویت

(دوسری آخری قسط)

تجویز امارتِ شرعیہ فی الہند کی تاریخ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مدرس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسودہ

امیر الشریعت فی الہند

از حضرت مولانا محمد سجاد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

تشریح امیر الہند

(۱)

تمام مسلمانانِ ہند خصوصاً اہلِ سُنّت والجماعت کی سیادت و قیادت و تنفیذ و اجرائے احکام شرعیہ و انتظام و انصرام اُمور مذہبی کے لیے ایک شخص واحد والی با اختیار امیر الشریعۃ للہند ہونا ضروری ہے جس کا منصب امیر الہند ہوگا اور اس کی تمام مسلمانوں پر پابندی اُصول مقرّرہ پیروی لازم ہوگی اور اس سے انحراف معصیت۔ لیکن اس کے ہر خیال اور ہر عمل کی اتباع ہر شخص کے لیے ضروری نہیں۔

امیر کے لیے ہر حسبِ ذیل صفات کا ہونا لازمی ہے اور یہی صفات اس کی شرائط ہوں گی۔

شرائط امیر الہند

الف۔ مسلم مرد عاقل بالغ آزاد ہو۔

ب۔ عالم باعمل ہو۔ یعنی کتاب اللہ و سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے معانی اورحقائق کا معتد بہ علم رکھتا ہو۔ اغراض و مصالح شریعت اسلامیہ وعلم الفقہ وغیرہ سے واقف ہو اوراحکام شرعیہ پرعمل کرنا اُس کا شیوہ ہو۔

ج۔ سیاسیاتِ ہند وسیاسیاتِ عالمِ اسلامیہ سے واقفیت تامہ رکھتا ہو اور حتی الامکان تجربہ سے اکثرصائب الرائے ثابت ہوچکا ہو۔

د۔ ذاتی قابلیت و وجاہت کی وجہ سے عوام وخواص کے اکثر طبقات کی ایک معتد بہ جماعت پر اس کا اثر ہو۔

ہ۔ حق گو، حق شنو، قوی القلب، صاحب عزیمت ہو اور اُس کی ذات سے مادی طاقتوں سے کسی حال میں مرعوب ہونے کا اور حکومت کافرہ سے ساز باز کرنے کا بظاہر اندیشہ نہ ہو جس کا اندازہ اس کے گزشتہ و موجودہ زندگی سے کیا جائے گا۔

و۔ سیئ الخلق، غلیظ القلب، سریع الغیظ نہ ہو۔

فرائض امیر الہند

(۲)

امیر الہند حقیقتاً شرعًا نائب خلیفۃ المسلمین ہوگا۔ اس لیے از روئے احکام شرع جتنے فرائض خلیفۃ المسلمین کے ہیں وہ سب امیر الہند کے ہوں گے اور اس طرح کی تفصیل و تجدید کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

مگر ہندوستان کے مُسلمانوں کی حدیث النوعیت زندگی اور باہم مختلف الخیال فرق کا اجتماع حکومت کافرہ کا تسلط، غیرمذہبوں کی بحالت بے چارگی ہمسائیگی اس امر کی مقتضی ہے کہ نظر بحالت موجودہ بغرض حصول مقصود شرعی و سد باب مفاسد وفتن فرائض امیر الہند اصولاً حسبِ ذیل اُمور تک محدود رہیں گے۔

الف۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرنا اور اس کے لیے اصلح ومسائل اسباب مہیّا کرنا۔

ب ۔ عالمِ اسلامی کے داخلی وخارجی تغیّراتِ احوال کے وقت مذہبی نقطۂ نظر سے بمشاورۂ اہلِ شوریٰ ایسے احکام جاری کرنا جس سے مُسلمانانِ ہند اور اسلام کا فائدہ متصور ہو اور جس کا ماخذ کتاب وسُنّت وآثار صحابہ کرام وفقہ ائمہ عظام ہوگا۔

ج ۔ مُسلمانانِ ہند کو (باوجود مذہباً مختلف الخیال ہونے کے اُن کی مذہبی آزادی کو قائم رکھتے ہُوئے) متحد رکھنا۔

د ۔ حقوقِ مسلمین واحکام شرع ووقار اسلام کو کلیتہً محفوظ رکھتے ہُوئے بہ نظر تکمیل مقاصد شریعت ہندوستان کی دیگر اقوام کے ساتھ صلح وآشتی کا برتاؤ کرنا۔

ہ ۔ بشرطِ امکان غیر مسلم المذاہب جماعتوں کے ذمّہ دار قائم مقاموں سے موافق سُنّتِ اسلام تحریری موادعت نامہ مکمّل کرنا۔

و ۔ بنا بر اخوّتِ اسلامی واحکام شرع ممالک اسلامیہ کے ذمّہ دار اصحاب کے ساتھ موثق ومستحکم طریقہ پر ارتباط و تعلقات قائم کرنا۔

ز مسلمانوں کی مذہبی و اخلاقی و تعلیمی و اقتصادی حالت کے دُرست ہونے کی کوشش کرنا۔

ح ۔ مُسلمانوں کو احکام منصوصہ متفق علیہا پر عمل کرنے کے لیے مجبور کرنا۔

ط جن احکامِ شرع کا نفاذ حکومت کافرہ کی وجہ سے اس وقت تک مسدود ہے ان سب کو جاری کرنے کی کوشش کرنا

ی مُسلمانوں کے باہمی مذہبی منافرت تحریری وتقریری جس سے محض اظہار حق ہو جاری رکھتے ہُوئے اس کے ان عنوانوں وکارروائیوں کو روکنا جن سے نفاق وشقاق بین المسلمین پیدا ہو اور تفریق جماعت ہو۔

یا

نظام محکمۂ شرعیہ قائم کرنا، جس سے مفصلۂ ذیل شعبے ہوں گے اور حسبِ ضرورت دیگر شعبے قائم کیے جائیں گے۔

۱۔ بیت المال المرکزی للہند جس کے ماتحت صوبہ وار بیت المال ہوگا۔

۲۔ انفصالِ خصومات کے لیے محکمہ دار القضاء قائم کرنا۔

۳۔ نظارت التعلیمات

۴۔ دائرۃ التبلیغ والاشاعت

۵۔ دائرۃ الاحتساب

۶۔ نظارت الاوقاف

۷۔ نظارت المساجد والائمہ

۸۔ دائرہ منافع عامہ

(ب) آزادیٔ ہند و جمہوریت ہند کے قائم ہونے کے بعد ملکی انتظام میں صدرِ جمہوریت سے کامل اتحاد و اتفاق کے ساتھ مل کر کام کرنا اور اسلامی محکمہ شرعیہ کے نظام کو مستقلاً محض مسلمانوں کے اختیار میں رہنے کو جمہوریت سے تسلیم کرانا۔

اُصول کار

(۳)

محکمۂ امارت میں تین قسم کی مجلسیں ہوں گی۔

(الف) مجلس دار الخواص جس کے اندر کم از کم چار ارکان ہوں گے تین جیّد عالم متورع، مدبّر اور ایک انگریزی داں قابل دیندار۔

(ب) مجلس دار العلوم جو جمعیۃ علماء کے ارکان منتظمہ و اصحاب الرائے صوبہ ہائے ہند و وزرائے شعبہ ہائے دوائر سے مرکب ہوگی۔

(ج) مجلسِ قوانین جس کے پانچ ارکان ہوں گے۔

(۴)

ہر صوبہ میں ماتحت امیر الہند ایک ایک حاکم شریعت ہوگا۔ بطریق امیر البلد، امیر الناحیہ، جس کا لقب امیر صوبہ ہوگا اور اس کے تمام کام بھی ان ہی اُصولوں پر مبنی ہوں گے جو امیر الہند اور اس کے نظام کے متعلق طے پاچکے ہیں یا آئندہ طے پائیں۔

(۵)

نظام محکمہ شرعیہ کے ہر شعبہ میں ایک ایک افسر ہوگا جس کا لقب وزیر (ناظر) ہوگا اور ہر وزیر کی وزارت اسی شعبہ کی طرف منسوب ہوگی۔

(۶)

ارکان مجلس دارالخواص و مجلسِ قوانین کو جمعیۃ العلماء اپنے اجلاس میں منتخب کرے گی اور ان دونوں مجلسوں کو اختیار ہوگا کہ حسبِ اجازت امیر الہند کسی اہل الرائے والعلم کا اپنی مجلس میں اضافہ کرلیں۔

(۷)

جب تک امراء صُوبہ و وزراء کا تعین نہ ہو صرف ارکانِ منتظمہ جمعیۃ عُلماء مجلس دارالعوام رہے گی اور جن جن صوبوں میں امراء کا تعیّن اور وزراء کا تقرر ہوتا جائے گا۔ دارالعوام کے ارکان میں وہ شامل ہوتے جائیں گے۔

(۸)

تقرر قضات میں حنفی المذہب کے علاوہ جس علاقہ میں اہلِ حدیث وغیرہ کی ایک معتدبہ جماعت ہوگی وہاں حسبِ ضرورت اہلِ حدیث وغیرہ بھی قاضی مقرر کیے جائیں گے۔

طریق کار

(۹)

مجلس قوانین شعبہ ہائے محکمہ شرعیہ کے لیے مفصل قواعد و ضوابط مرتّب کرے گی۔

(۱۰)

مجلس قوانین کے مرتب کردہ قوانین مجلس دارالعوام میں پیش ہوں گے اور دارالعوام کی رائے ظاہر ہونے کے بعد دارالخواص میں پیش ہوں گے اور وہاں جو فیصلہ ہوگا۔ وہی منظور شدہ سمجھا جائے گا اور اسی پر عمل درآمد ہوگا۔

(۱۱)

تمام شعبوں اور تمام قومی و مذہبی کاموں کے مصارف کا متحمل صرف بیت المال ہوگا حتیٰ کہ جمعیۃ علماء کے مصارف بھی اسی سے ہوں گے۔

(۱۲)

جس مقام میں دارالامارت شرعیۃ الہند ہوگا۔ امیر الہند و ارکانِ مجلس دارالخواص کا قیام بھی وہیں رہے گا اور جہاں جہاں حسبِ ضرورت امیر کی نقل و حرکت ہو ارکان دارالخواص اس کے ساتھ ہوں گے۔

اختیارات

(۱۳)

امیر الہند تمام کام حسب قواعد و اُصول مجلس دارالخواص سے مشورہ کر کے انجام دیں گے اور احکام صادر فرمائیں گے، لیکن مہماتِ اُمور میں دارالعوام سے بھی مشاورہ کے بعد احکام صادر فرمائیں گے۔

(۱۴)

مجلس دارالخواص و دارالعوام کے اندر مسائل شرعیہ کا فیصلہ کثرت رائے سے نہ ہوگا بلکہ دلائل کے بعد قوت یا ترجیح دلیل کی بناء پر جو فیصلہ ہوگا وہی قولِ فیصل ہوگا اور حق فیصلہ صدرِ مجلس کو ہوگا۔

(۱۵)

انتظامی قواعد و مصالح کے متعلق بناء بر کثرت آراء صدر مجلس کو حقِ فیصلہ ہوگا۔

(۱۶)

امیر الہند کو اختیار ہوگا کہ مجلس دارالخواص کے علاوہ جمعیۃ علماء صوبہ وار سے مشورہ کر کے اس صوبہ کا والی کسی کو مقرر کر دے یا مقرّر شدہ کو معزول کر دے لیکن اگر جمعیۃ علماءِ صوبہ باتفاق کسی کے عزل سے اختلاف کرے یا کسی کو والی مقرر کرنے کے خلاف ہو تو اس صُورت میں امیر الہند جمعیۃ عُلماء صوبہ کے مشورہ پر عمل کریں گے۔

(۱۷)

شعبہ ہائے محاکم شرعیہ کے تمام ملازمین کا تقرر و برخواست مجلس دارالخواص سے مشورہ کر کے کلیتہً امیرالہند اور اُن کے نائبین (امرائے صوبہ) کے اختیار میں ہوگا۔

(۱۸)

اگر کسی مختلف فیہ مسئلہ کے متعلق کلیتہً حکم صادر کرنے کی ضرورت ہو تو مجلسِ دارالعوام میں کامل گفتگو اور بحث کے بعد امیرالہند باصول نمبر ۱۴ فیصلہ کر کے حکم دیں گے۔

(۱۹)

امیرالہند اگر منصب امارت سے علیحدہ ہونا چاہے تو اعلانِ عزل سے پہلے دارالعوام سے مشاورت ضروری ہوگی۔ اگر دارالعوام باتفاق یا بکثرت آراء عدم عزل کی رائے قائم کرے یا بصورت تعلقات خلافت خلیفہ بھی عزل پر رضامند نہ ہوں تو امیر کو اپنا ارادہ فسخ کرنا ہوگا۔

(۲۰)

اگر امیرالہند از خود اپنے عزل کا فیصلہ کرے اور دارالعوام اس میں متفق ہو جائے (اور خلافت سے تعلقات قائم نہ ہوں اور عزل سے پہلے اپنا قائم مقام کسی جامع الشروط کو امیرالہند نامزد کرنا چاہے تو یہ اختیار ہوگا مگر جمعیۃ علماء و دارالعوام سے مشورہ لینا ضروری ہوگا۔

حق انتخاب ونصب وعزل

(۲۱)

امیرالہند کے انتخاب و نصب و عزل کا حق کلیتہً جمعیۃ علماء ہند کو حاصل ہوگا اور اس وقت تک رہے گا جب تک کہ خلیفۃ المسلمین کلیتہً غیروں کے اثر سے آزاد اور با اقتدار خود مختار نہ ہو۔

(۲۲)

جس وقت خلیفۃ المسلمین غیروں کے اثر سے آزاد و با اختیار و اقتدار ہو جائیں گے اور جمعیۃ علماء ہند براہِ راست ان سے تعلقات قائم کرلے گی اس وقت خلیفۃ المسلمین جمعیۃ علماء

حسبِ ذیل طریق پر اس کا عزل عمل میں آئے گا۔

(الف) جس وقت تک امیرالہند کا عزل و نصب کلیۃً مستقلاً جمعیۃ علماء کے اختیار میں ہے اس وقت تک جمعیۃ العلماء اس کے عزل کا یہ طریق اختیار کرے گا۔

کہ وجوہ عزل کے محقق و مبرہن ہونے کے بعد جمعیۃ علماء ہند ایک خاص اجلاس کسی مقام پر منعقد کرے گی اور کامل غور و خوض کے بعد اگر اُس کے عزل کا فیصلہ علماء کے خاص اجلاس میں ہو تو اجلاسِ عام میں اس کا اعلان کردے گی اور اسی اجلاس میں کسی دوسرے شخص کو حسبِ شرائط امیر الہند منتخب کرکے اس کا اعلان کردے گی۔

(ب) جس وقت عزل و نصب کا اختیار خلیفۃ المسلمین کو بمشاورت جمعیۃ علماء حاصل ہوگا تو اس وقت بصورت تحقق وجوہ عزل بمشاورت جمعیۃ علماء خلیفۃ المسلمین معزول فرمائیں گے۔

(۲۵)

جس وقت خلیفۃ المسلمین کو عزل و نصب کا اختیار ہوگا تو اس صورت میں جو وجوہات عزل متذکرۂ صدر بھی کسی مصلحت یا کسی ضرورت سے خلیفۃ المسلمین معزول کرسکتے ہیں مگر اسوقت بھی حضرت خلیفۃ المسلمین کو جمعیۃ علماء الہند سے مشورہ کرلینا مناسب ہوگا۔

انتخاب یا تقرر امیر

(۲۶)

جس وقت تک جمعیۃ العلماء کو حقِ انتخاب امیر کلیۃً حاصل ہے اس وقت تک جمعیۃ علماء ہند انتخاب امیر کے لیے ایک خاص (اسپیشل) اجلاس منعقد کرے گی اور اس اجلاس کے مجلس شورٰی میں غور و خوض کے بعد جس شخص کو انتخاب کرے گی اس کا نام اجلاس عام میں ظاہر کیا جائے گا اور تمام اراکینِ جمعیۃ علماء و اعیان جو اس وقت موجود ہوں و دیگر حاضرین کو اسی وقت بیعت سمع و طاعت کرنی ہوگی۔

(۲۷)

جمعیۃ علماء ہند کی مجلس شورٰی میں جس شخص کے متعلق اکثر رائیں ہوں گی وہی شخص منتخب ہوگا

للہند کے مشورہ سے جس شخص کو نامزد کردیں گے اور اس کے نام سند امارت عطا فرمائیں گے وہی شخص امیر الہند ہوگا اور اس صورت میں امیر الہند کا عزل بھی خلیفۃ المسلمین کے اختیار میں، ہوگا جس کو حضرت خلیفۃ المسلمین بمشاورۃ جمعیۃ العلماء للہند عمل میں لائیں گے۔

وجوہ عزل

(۲۳)

امیر الہند بوجوہ ذیل معزول یا مستحقِ عزل ہوگا۔

الف: اگر امیر الہند سے خدانخواستہ کفر بواح کا ظہور ہو (نعوذ باللہ منہ) تو فی الفور معزول ہوگا۔

(ب) امیر الہند کے ذاتی اعمال میں اس حد تک تغیر ہوجائے کہ محارم متفقہ علیہ کا ارتکاب کرنے لگے تو مستحق عزل ہوگا۔ تنبیہ کے بعد بھی اس سے باز نہ آئے تو اس صورت میں معزول کیا جائے گا۔

ج اگر امیر الہند کے رویّہ و طریق عمل سے فساد دین یا افتراق جماعت مسلمین کا نہایت سخت اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں اصلاح نہ ہونے پر مستحق عزل ہوگا۔

د: اگر امیر الہند اپنے فرائض کی انجام دہی سے قاصر و عاجز ثابت ہو بسبب عدم اہلیت یا بسبب غفلت اور اس سے بہتر شخص ملک کے اندر متصف بجمیع صفات مذکورہ دفعہ نمبر ا الف تا واؤ موجود ہو تو اس صورت میں بھی مستحق عزل ہوگا۔ بشرطیکہ بغیر اس کے عزل میں اثارت فتنہ و اختلال جماعت مسلمین کا غالب اندیشہ نہ ہو۔

ہ: جو اختیارات شریعت اسلامیہ سے امیر کو حاصل ہیں اگر اس سے تجاوز کرے یا جو طریق کار جماعت علماء نے اصولاً اس کے لیے متعین کردیے ہیں اُن کی خلاف ورزی خود رائی سے کرے اور بعد تنبیہ بھی اس سے باز نہ آئے تو اس صورت میں بھی مستحق عزل ہوگا۔

طریق عزل

(۲۴)

امیر الہند منتخب یا نامزد ہونے کے بعد خدانخواستہ عزل کی وجوہات میں سے کوئی وجہ پائی جائے تو

اور اس صورت میں بعد انتخاب اختلاف کرنے والوں پر بھی اس امیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضروری ہوگا۔

(۲۸)

اجلاس انتخاب امیر کا اعلان تاریخ اجلاس سے کم از کم پندرہ روز قبل ہوگا۔

جب جمعیۃ کا اجلاس عزل امیر پر غور کرنے کے لیے منعقد ہوگا تو اس کا اعلان بھی پندرہ روز قبل ہوگا اور اسوقت اس امر کا بھی اعلان کرنا ضروری ہوگا کہ بشرطیکہ فیصلہ عزل امیر کا جدید انتخاب بھی ہوگا۔

(۲۹)

امیر الہند از خود معزول ہونے سے پہلے یا مرض الموت میں کسی جامع الشروط کو حسب دفعہ ۲۰ امیر الہند نامزد کر دیں تو وہی شخص امیر الہند ہوگا۔

(۳۰)

جس وقت امیر الہند کا عزل و نصب خلیفۃ المسلمین کے اختیار میں ہوگا تو اس وقت جمعیۃ علماء کے مقرر کردہ امیر الہند کے لیے جمعیۃ کی سفارش کی درخواست پر خلیفۃ المسلمین سندِ امارت مرحمت فرمائیں گے اور جدید تقرری کے وقت (حسبِ ضرورت) جمعیۃ علماء اپنے اجلاس میں حسبِ قاعدہ کسی ایک شخص کو متعین کر کے خلیفۃ المسلمین سے تقرر امیر الہند کی سفارش کرے گی اور سند آنے پر جمعیۃ اسکا اعلان کرے گی۔

جمعیۃ علماء کا منصب

جمعیۃ علماء امارت کی ایک زبردست طاقت ہوگی اس کا طریق عمل بعد انعقاد امارت حسبِ ذیل ہوگا۔

الف : فرامین و احکامِ امیر پر عمل درآمد کرانے میں اپنی تمام اجتماعی قوت صرف کرے گی۔

ب : ضروریات دینی و ملکی پر غور کر کے امیر الہند کے سامنے تجاویز پیش کرتی رہے گی۔

ج : ابواب عبادات و معاملات میں جدید تالیفات کا سلسلہ بزبانِ عربی اس طرح پر شروع کریگی کہ ہر باب کے مسائل نمبروار رہوں۔

ماخذ : مولانا سید محمد میاںؒ ، جمعیۃ العلماء کیا ہے ؟ حصہ دوم ، دہلی ۱۹۴۶ء ۔ ص : ۷۹ - ۹۳

نصف صدی پہلے کے خدشات آج کے واقعات

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

کارروائی مجلس عاملہ جمعیت مرکزیہ عُلماء ہند یکم و ۲ و ۳ فروری ۳۶ء مطابق ۷، ۸ و ۹ ذیقعدہ ۵۴ء بروز شنبہ و یک شنبہ و دو شنبہ بمقام مراد آباد

تجویز نمبر ۲ ۔ جمعیّت عُلماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اس معاہدہ کو جو حکومت سعودیہ اور ایک انگلش کمپنی کے درمیان حجاز میں کان کنی کے متعلّق ہُوا ہے سخت خطرہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یوروپین طاقتوں کی استعماری پالیسی کے خطرناک نتائج اور تباہ کن اثرات جمعیت عُلماء کے سامنے ہیں جن کی بناء پر جمعیّت جزیرۃ العرب میں ان طاقتوں کے داخلہ کو خواہ وہ کسی شکل میں ہو اطمینان کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔ جزیرۃ العرب کا تقدس اور بالخصوص حجاز کی غیر مسلم اثرات سے حفاظت مُسلمانانِ عالم کے نزدیک اہم ترین مسئلہ ہے اور اس کو کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جمعیت حکومت عربیہ سعودیہ کی مالی حالت اور وسائل و ذرائع کی بہم رسانی کی اہمیّت سے غافل نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ وہ جزیرۃ العرب پر غیر مسلم اقتدار کے قیام کے تصوّر سے بھی لرزہ براندام ہے جمعیت کو یہ بھی یقین ہے کہ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن فیصل السعود بھی دول یورپ کی استعماری ہوس سے خُوب واقف ہیں اور یہ کہ جزیرۃ العرب کا تقدس اور ممالک عربیہ کی حفاظت بھی ان کے نزدیک عزیز ترین متاع ہے۔ باوجود اس کے وہ اپنی طرف سے اور مُسلمانان ہند کی طرف سے جلالۃ الملک کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ جزیرۃ العرب کی غیر مسلم اثر سے حفاظت ان تمام فوائد و منافع سے جو معاہدہ کے ذریعے سے حاصل ہو سکتے ہیں زیادہ قیمتی اور زیادہ اہم اقدام ہے۔

جمعیۃ العلماء کیا ہے، ص: ۲۹۲ - ۲۹۳

حاصلِ مُطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

خدمت واحترام اُستاذ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اُستاذ حضرت حماد بن ابی سلیمان رحؒ کی ہمشیرہ عاتکہ فرماتی ہیں کہ

"ابوحنیفہ رحؒ ہمارے دروازے پر روئی دھنتے تھے اور ہمارے لیے دُودھ اور سبزی وغیرہ لاتے تھے"۔[1]

ابو بشیر محمد بن حسن رحؒ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقولہ نقل فرماتے ہیں کہ

"مَیں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی کہ اُس کے بعد اپنے والدین کے ساتھ اپنے اساتذہ اور امام حماد رحؒ کے لیے دُعاءِ مغفرت نہ کی ہو"۔[2]

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"مَیں نے اپنے استاذ (حماد) کی تعظیم و تکریم کی بناء پر کبھی بھی اُن کے گھر کی طرف پیر نہیں پھیلائے جبکہ میرے اور اُن کے گھر کے درمیان سات گلیوں کا فاصلہ تھا"۔[3]

اللہ کو یہ پسند نہیں کہ اُن کی کتاب کے علاوہ کوئی اور کتاب صحیح ہو

امام عبدالعزیز بخاری رحمہ اللہ (م: ۷۳۰ھ) تحریر فرماتے ہیں۔ امام مُزنی رحؒ فرماتے ہیں مَیں نے "اَلرِّسَالَۃ" نامی کتاب حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کو پڑھ کر سُنائی اُنھوں نے

---

[1] طبقات المحدثین باصفہان ج: ۱ ص: ۳۳۰ [2] مناقب ابی حنیفہ للامام الکردری ص ۲۵۷ [3] مناقب ابی حنیفہ للامام الکردری ص ۲۵۷

چند غلطیوں کی نشاندہی کی، مَیں نے پھر پڑھ کر سُنائی، اس مرتبہ آپ نے قابلِ تصیح مقامات کی تصیح کی، غرض مَیں اسی طرح پڑھ کر سُناتا رہا اور ہر بار نئی اغلاط سامنے آتی رہیں یہاں تک کہ اسّی مرتبہ ایسے ہی ہُوا۔ آخری بار حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ھِیْہِ: اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ کِتَابٌ صَحِیْحًا غَیْرَ کِتَابِہٖ" اجی رہنے دیجیے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ اُن کی کتاب (قرآن پاک) کے علاوہ کوئی اور کتاب (مکمّل طور پر) صحیح اور اغلاط سے مبرّا ہو۔" [1]

اولیاء اللہ پر تنقید کا انجام

آج کل اولیاء اللہ اور مُقرّبانِ بارگاہِ الٰہی پر تنقید کرنا اور اُن کو سبّ وشتم کا نشانہ بنانا فیشن بنتا جارہا ہے، ایسے لوگ جن کی علمی وعملی کوئی حیثیّت نہیں وہ اِن ذواتِ مُقدّسہ کے خلاف جو مُنہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں اور اس کی قطعًا کوئی پروا نہیں کرتے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ نتیجۃً خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

یاد رکھیے ایسے لوگ جو اہل اللہ پر زبان درازی کرتے ہیں اُن کا انجام بھیانک ہوتا ہے۔ تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات بھرے پڑے ہیں راقم کی نظر سے ایک انتہائی عبرت انگیز واقعہ گذرا جی چاہا کہ اپنے قارئین کو سُنایا جائے۔ شاید کسی کے لیے موعظت کا سبب بن جائے۔

چھٹی صدی ہجری میں ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ یُوسف بن ایّوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم، فقیہ، زاہد و عابد اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ بغداد میں مدرسہ نظامیہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے، آپ کا ایک واقعہ ابو الفضل صافی بن عبد اللہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ مَیں مدرسہ نظامیہ میں اپنے شیخ یُوسف ہمدانی کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہُوا تو دیکھا کہ آپ کا وعظ سُننے کے لیے ایک عالَم اکٹھا ہوا ہے۔ مجمعے میں سے ایک فقیہ جس کا نام ابن السقاء تھا وہ اُٹھا اور اعتراضات کرنے شروع کر دیے اور محض آپ کو اذیّت دینے کے لیے کسی مسئلہ پر بحث شروع کر دی، امام یُوسف

[1] کشف الاسرار ج: ۱ ص۴۲

نے فرمایا: بیٹھ جا مجھے تیری باتوں سے کُفر کی بُو محسوس ہو رہی ہے، شاید تیرا خاتمہ ایمان پر نہ ہو، ابو الفضل کہتے ہیں کہ بات آئی گئی ہوگئی، پھر ایسا ہُوا کہ ایک مُدّت کے بعد شاہِ روم کا ایک نصرانی سفیر خلیفہ وقت کے پاس آیا تو ابن السقا۔ اس کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں، ابن السقا نے اس سفیر سے یہ بھی کہا کہ مَیں اپنا دین چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہوتا ہوں، نصرانی سفیر نے ابن السقا کی بات مان لی اور اُسے اپنے ساتھ لے کر قسطنطنیہ چلا گیا وہاں جاکر ابن السقا۔ شاہِ رُوم سے جا ملا اور عیسائی بن گیا اور عیسائیت پر ہی اسکا خاتمہ ہو گیا

ابن النجار بغدادی فرماتے ہیں میں نے ابوالکرم عبد السلام بن احمد سے سُنا وہ فرما رہے تھے کہ ابن السقا۔ قرآن کا قاری تھا۔ تجوید کے ساتھ قرآن پڑھا کرتا تھا، مجھے ایک شخص نے بتلایا جس نے ابن السقا کو قسطنطنیہ میں دیکھا تھا۔ ابن السقا۔ ایک چبوترہ پر بیمار پڑا ہُوا تھا اور اُس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ سا پنکھا تھا جس سے مکھیاں اُڑا رہا تھا۔ مَیں نے اس سے پُوچھا کیا تمھیں کلامِ پاک یاد ہے؟ ابن السقا نے جواب دیا کہ میں پُورا کلام بھول چکا ہوں سوائے اس آیت کے "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ" [1] ایک وقت ایسا آئے گا کہ کافر لوگ یہ تمنّا کریں گے کہ کاش وہ مُسلمان ہوتے۔

ایک لقمہ کی برکت

تاریخ ابن نجار میں حضرت وہب بن مُنَبِّہ رحؒ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں "بنی اسرائیل کی ایک عورت دریا کے ساحل پر کپڑے دھو رہی تھی، اور اُس کے پاس اُس کا بچّہ کھیل رہا تھا اتنے میں ایک سائل آیا اور اُس نے عورت سے سوال کیا، عورت کے پاس روٹی تھی اُس نے اُس میں سے ایک لقمہ توڑ کر سائل کو دے دیا۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک بھیڑیا آیا اور بچّہ کو اُٹھا کر لے گیا، عورت

---

[1] وفیات الاعیان ج: ۷، ص: ۸۷

بھیڑیے کے پیچھے میرا بچّہ میرا بچّہ کہتے ہُوئے دوڑی، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے بھیڑیئے کے مُنہ سے بچّے کو چھڑاکر عورت کے سامنے لا ڈالا اور کہا کہ یہ لُقمہ اُس لُقمہ کے بدلے میں ہے جو تم نے ابھی سائل کو دیا تھا"۔[1]

پہلے تولو پھر بولو

علّامہ ابن جوزیؒ (م: ۵۹۷) فرماتے ہیں۔

"ہم سے مُعَافیٰ بن زکریا نے حکایت بیان کی ہے کہ کہتے ہیں شیر، بھیڑیا اور لومڑی ایک دفعہ ساتھی بن کر شکار کے لیے نکلے، تینوں نے مل کر گدھے، ہرن اور خرگوش کا شکار کیا (شکار سے فارغ ہوکر) شیر نے بھیڑیئے سے کہا ہمارے درمیان شکار تقسیم کردو، بھیڑیئے نے کہا کہ معاملہ تو بالکل صاف ہے گدھا تمہارے لیے ہے خرگوش لومڑی کے لیے اور ہرن میرے لیے ہے، شیر نے (یہ سُنا تو) پنجہ مارکر بھیڑیئے کی کھوپڑی اُڑادی اور لومڑی کی طرف متوجّہ ہوکر بولا خدا اِسے ہلاک کرے تقسیم کے بارے میں یہ کس قدر جاہل واقع ہُوا ہے، پھر لومڑی سے کہا کہ تم تقسیم کرو. لومڑی نے کہا ابوالحارث (شیر کی کنیت ہے) یہ بات بالکل واضح ہے گدھا آپ کے ناشتے کے لیے، ہرن رات کے کھانے کے لیے اور خرگوش کا تخلّل درمیان میں کر لیجیے، شیر بولا واہ کمبخت واہ تُونے کیا خوب فیصلہ دیا ہے، یہ تجھے کس نے سکھایا؟ لومڑی بولی میری نگاہوں کے سامنے جو بھیڑیئے کا کٹا ہُوا سر پڑا ہُوا ہے"[2] (اس نے سکھایا)

چغل خوری؟

چغل خوری اسے کہتے ہیں کہ کوئی فتنہ فساد ڈلوانے کی غرض سے اِدھر کی بات اُدھر نقل کرتا پھرے اور اُدھر کی اِدھر۔

---

[1] حیاۃ الحیوان عربی، ج: ۱، ص: ۵۱۷　　[2] کتاب الاذکیاء عربی، ص: ۳۲۶

یہ خصلت انتہائی بُری ہے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ایسے شخص سے سخت ناراض ہیں ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ" [1] چغل خور جنّت میں نہیں جائے گا۔

ایک حدیث شریف میں اس طرح مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "اِن دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو یہ عذاب کسی ایسے گناہوں کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا جن سے بچنا مشکل ہو، ایک کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ چغل خوری کرتا تھا۔" [2]

چغل خوری بہت سے فتنہ و فساد کا سبب بنتی ہے اس لیے اسے کسی بھی مہذّب معاشرہ میں اچھّا نہیں سمجھا جاتا۔ علاّمہ ذہبی رحمہ اللہ (م: ۷۴۸ھ) نے ایک چغل خور کی چغل خوری سے پیدا ہونے والے فتنہ و فساد کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے جو نہایت ہی عبرت انگیز ہے ملاحظہ فرمائیے امام ذہبی رح لکھتے ہیں۔

"ایک شخص نے ایک غلام فروخت ہوتے ہوئے دیکھا جس کے بارے میں یہ آواز لگائی جا رہی تھی کہ اِس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اِسکے کہ یہ چغل خور ہے، اُس شخص نے عیب کو معمولی سمجھتے ہوئے اِس غلام کو خرید لیا، کچھ دن تو وہ غلام اُس شخص کے پاس ٹھیک ٹھاک رہا۔ پھر ایک دن ایسا ہُوا کہ اُس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا: میرے آقا یا تو دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں یا اپنے لیے کسی باندی کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں، اُنہیں تجھ سے کوئی محبّت نہیں ہے، اگر تو چاہے کہ تیرا خاوند تجھ پر مہربان ہو جائے اور اپنے ارادہ سے باز آجائے تو ایسا کر کہ جب تیرا خاوند سو جائے تو اُسترے سے اُس کی ڈاڑھی کے نیچے کے چند بال کاٹ کر اپنے پاس رکھ لے۔ اِس عورت نے جی میں کہا کہ ٹھیک ہے ایسا ہی کروں گی، عورت کے دل میں یہ بات جم گئی اور اُس نے تہیّہ کر لیا کہ جب میاں سوئے گا تو یہ کام ضرور

---

[1] [2] کتاب الکبائر ص ۱۷۲

کروں گی، پھر یہ غلام اِس عورت کے خاوند کے پاس آیا اور کہا کہ میرے آقا، میری سردار آپ کی اہلیہ نے آپ کے علاوہ ایک شخص سے دوستی کر لی ہے اور اُسے اپنا محبوب بنا لیا ہے اور وہ چاہتی ہے کہ کسی طرح آپ سے خلاصی حاصل کرے، چنانچہ آج رات اِس کا ارادہ آپ کو قتل کرنے کا ہے، اگر آپ میری تصدیق کرنا چاہیں تو آپ رات کو یہ ظاہر کریں کہ گویا آپ سو رہے ہیں۔ پھر دیکھیں کہ وہ ہاتھ میں استرہ لے کر آئے گی اور اُسترے سے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گی، اُس شخص نے غلام کی بات کا یقین کر لیا، چنانچہ رات ہوئی تو اُس شخص کی بیوی پروگرام کے مطابق استرہ لے کر آئی تاکہ میاں کی ڈاڑھی کے نیچے کے کچھ بال حاصل کرے میاں بَن کر لیٹا رہا اور یہ ظاہر کرتا رہا گویا سو رہا ہے جی میں کہنے لگا: بخدا غلام نے سچ کہا تھا، جب اُس شخص کی بیوی نے اُس کے حلق پر اُسترہ چلانے کا ارادہ کیا تو یہ شخص اُٹھ کھڑا ہُوا اور اُس سے اُسترہ چھین کر اُسے قتل کر دیا بیوی کے میکے والوں نے جب اپنی بیٹی کو مقتول پایا تو اُنھوں نے اس کے میاں کو قتل کر دیا اور اس طرح دو خاندانوں میں اِس منحوس غلام کی بدولت قتل و قتال کا ایک سلسلہ چل پڑا۔"[1]

چغل خوری سے جہاں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکتی ہے وہیں چغل خور کا انجام بھی کچھ اچھا نہیں ہوتا علّامہ ابن جوزیؒ (م: ۵۹۷) نے حیوانات کا ایک واقعہ چغل خوری سے متعلق ذکر کیا ہے جس سے چغل خور کا انجام نظر آتا ہے۔ واقعہ دلچسپ ہے یہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔ علّامہ ابن جوزیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوئی شیر بیمار ہُوا تو اس کی عیادت کے لیے سارے درندے پہنچے سوائے لومڑی کے (لومڑی کو غائب دیکھ کر) ایک بھیڑیے نے شیر کے سامنے اُس کی چغلی کی کہ: بادشاہ سلامت آپ بیمار ہُوئے تو سارے جانور آپ کی عیادت کے لیے آئے لومڑی نہیں آئی، شیر نے

---

[1] کتاب الکبائر ص ۱۷۵

کہا کہ اچھا جب لومڑی آئے تو بتلانا ، بھیڑیئے کی اِس چغلی کا لومڑی کو بھی پتہ چل گیا لومڑی شیر کے پاس آئی تو شیر نے کہا کہ اے ابوالحصین (یہ لومڑی کی کنیت ہے) یہ کیا بات ہے کہ ہم بیمار ہُوئے تو ہماری عیادت کے لیے سب آئے تم نہیں آئیں ؟ لومڑی نے کہا مجھے بادشاہ سلامت کے بیمار ہونے کا علم ہوگیا تھا لیکن میں اِس لیے نہیں آسکی کہ میں آپ کے لیے دوا کی تلاش میں تھی۔ شیر نے کہا کہ پھر تم کس نتیجے پر پہنچیں ؟ لومڑی نے جواب دیا، حکماء کا کہنا ہے کہ بھیڑیئے کی پنڈلی میں ایک مہرہ آپ کے لیے مناسب ہے کہ وہ نکال کر اسے استعمال کریں، شیر نے یہ سُنتے ہی بھیڑیے کی پنڈلی پہ پنجہ مارا لومڑی وہاں سے چپ کرکے کھسک گئی اور راستے میں جا بیٹھی، بھیڑیا لومڑی کے پاس سے گزرا تو اس کی پنڈلی سے خُون بہہ رہا تھا، لومڑی نے اسے مخاطب کر کے کہا : یَا صَاحِبَ الْخُفِّ الْاَحْمَرِ اے سُرخ موزے والے آئندہ تو اگر بادشاہ کا ہمنشیں بنے تو اس کا خیال رکھ کہ تیرے سر میں سے کیا نکل رہا ہے۔"[۱]

کسی نے سچ کہا ہے، ع چغل خور خُدا کا چور

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

---

[۱] کتاب الاذکیاء ص۳۲۴

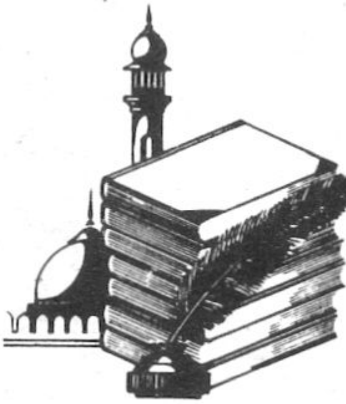

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : خطبات سواتی (ج ۶)

افادات : حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت برکاتہم

مرتب : لعل دین ایم اے

صفحات : ۴۸۰

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ

قیمت : ۱۳۰/

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب دامت برکاتہم کے خطبات جمعہ کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر جلد آپ کے خطباتِ جمعہ کی چھٹی جلد ہے جس میں پینتالیس خطبے جمع کیے گئے ہیں۔ ان خطبات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن حالات و واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو آپ کو اعلانِ نبوّت کے بعد پیش آئے۔ ضمناً اور بھی بہت سی اہم اور مفید معلومات آ گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ خطبات صرف خطبات ہی نہیں بلکہ سیرت و سوانح سے متعلق بہترین کتاب بن گئے ہیں۔ اندازِ بیان دلنشیں اور مؤثّر ہے۔ کتاب کی کتابت و طباعت بھی عمدہ ہے۔

O

نام کتاب : دجّالِ قادیان

تصنیف : محمد طاہر رزاق

صفحات : ۱۷۶

سائز : ۱۶/۳۶×۲۳

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت ملتان

قیمت : /۷۰

جناب محترم محمد طاہر رزاق صاحب نے فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں بہت سی مفید کتابیں تالیف فرمائی ہیں جن میں سے ایک پیشِ نظر کتاب "دجال قادیان" ہے جس میں آپ نے مختلف عنوانات کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کے مزعومہ عقائد، مرزا کے ہذیانات اور اُس کی اختلالی حالت کو تفصیل سے بیان کیا ہے، درمیان میں "ختم نبوّت کے پاسبان" کے خُوبصورت عنوان سے مختلف اکابر کے نہایت ایمان افروز اور فکر انگیز واقعات ذکر کیے ہیں جنہیں پڑھ کر حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبّت پیدا ہوتی ہے۔ کتاب کی کتابت و طباعت عمدہ اور قیمت مناسب ہے، مبلغین ختم نبوّت کے لیے بیش قیمت تحفہ ہے۔

○

نام کتاب : چشمۂ شریعت مع رسالہ چشمۂ حیات

تالیف : حضرت مولانا محمد بخش گورمانی رحؒ

صفحات : ۱۲۸

ناشر : جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ

قیمت : /۴۰

حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ دامت برکاتہم کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں آپ کے ایک خاندانی بزرگ حضرت مولانا محمد بخش گورمانی رحمہ اللہ (م: ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) گزرے ہیں جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و عارف اور زاہد و مجاہد تھے، آپ نے ایک کتاب "استحکام الاحتجاج فی اثباتِ کفرِ دون کفرٍ لمن اختار الرواج" کے نام سے تحریر فرمائی تھی جس میں آپ نے مختصر انداز میں عقائدِ اسلامیہ اور اعمالِ شرعیہ کو بیان فرما کر معاشرہ میں پھیلی ہوئی علمی و اعتقادی بُرائیوں اور سماج میں چھائی ہوئی رسوم و رواج کی کتاب و سنت کی روشنی میں اصلاح فرمائی ہے۔ کتاب چونکہ

پُرانی اُردو میں ہے اور نام بھی بہت لمبا ہے۔ اس لیے حضرت مفتی صاحب نے پُرانی اُردو کو حتی الوسع جدید اُردو کے مطابق کر کے اور مفید عنوانات قائم کر کے کتاب کی تسہیل فرمائی اور لمبے نام کو مختصر کر کے "چشمۂ شریعت" نام رکھا اور شروع میں صاحبِ کتاب کی مختصر سوانح "چشمۂ حیات" کے نام سے درج فرما کر اس کتاب کو شائع فرمایا، حضرت مفتی صاحب کو اسلاف کے علوم کی اشاعت کا جذبہ ہے۔ زیرِ نظر کتاب اسی جذبۂ صادقہ کا ایک نقش ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو بعافیت سلامت رکھے تاکہ اُن کے زیرِ سایہ یہ نقوش اُبھرتے رہیں۔

○

نام کتاب : تقصیراتِ تفہیم

تصنیف : حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری دامت برکاتہم

صفحات : ۲۸۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : زمزم پبلشرز اُردو بازار کراچی

قیمت : ۱۰۰/

مولانا مودودی صاحب نے چونکہ نہ تو باقاعدہ اساتذۂ کرام سے پڑھ کر علم حاصل کیا اور نہ ہی علماء ربانیین سے استفادہ واصلاح کے لیے اُن کی صحبت اختیار کی اس لیے اُن کے افکار وخیالات بالکل آزادانہ اور مجتہدانہ رنگ کے ہوگئے اور اُن کی تحریرات میں لاتعداد ایسی باتیں آگئیں جو اہلِ سُنّت والجماعت کے عقائد ونظریات سے متصادم ہیں جن سے عصمتِ انبیاء، عظمتِ صحابہ واولیاء اور مفسرین ومحدّثین کی شان مجروح ہوتی ہے اور بہت سے بُنیادی مسائل کا انکار لازم آتا ہے۔ علماء کرام نے جب مولانا کو اس پر متنبّہ کیا تو اُنہیں چاہیے تھا کہ ان باتوں سے علی الاعلان رجوع فرمالیتے جیساکہ اسلاف کا طریقہ رہا ہے لیکن مولانا نے اِن سے رجوع کرنے کے بجائے اِن پر اصرار کیا یہی چیز تھی جس نے علماءِ حق ان کے خلاف لکھنے پر مجبور کیا، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور آپ کے جلیل القدر خلفاء نے مولانا مودودی صاحب کی تحریرات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر اُمّت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔

زیرِ تبصرہ کتاب "تقصیراتِ تفہیم" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب کے مصنّف حضرت مولانا

اخبار و احوال جامعہ (جدید)

محمد آباد رائے ونڈ روڈ

○ ۱۰ستمبر۔ اسلام آباد یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ جناب طفیل ہاشمی صاحب تشریف لائے۔ مولانا محمود الحسن عارف صاحب (چیئرمین اُردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور) ان کے ہمراہ تھے۔

○ ۱۱ستمبر۔ حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم، حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ کے بیٹے اور پوتے کی وفات پر تعزیت کے لیے گکھڑ تشریف لے گئے اور اُن سے تعزیت کی۔

○ ۱۵ستمبر۔ جناب دیوان سیّد صولت حسین صاحب قدیم سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف انڈیا اور ناروے سے جناب ابرار احمد صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔ جامعہ مدنیہ جدید مسجد حامد اور خانقاہ حامدیہ قدوسیہ کے قیام پر بہت خوشی اور مسرّت کا اظہار فرمایا اور دُعاءِ خیر فرمائی۔ نیز ہر دو حضرات نے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی دعوت پر دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

○ ۱۷ستمبر۔ حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد اور بالاکوٹ کے سفر پر روانہ ہُوئے۔

○ ۱۸ستمبر۔ حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم نے اسلام آباد میں امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سفیر سے افغان سفارت خانہ میں ملاقات کی اور مختلف دوست احباب کی طرف سے دی گئی سوا لاکھ روپے سے زائد رقم مسجد، شہداء کی بیواؤں یتیموں اور زخمیوں کی امداد کے لیے سفیر محترم کو پیش کی ــــ بعد ازاں مانسہرہ تشریف لے گئے پھر بالاکوٹ محی السنہ حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔

○ ۲۰ستمبر۔ رات ساڑھے دس بجے مولانا سیّد محمود میاں صاحب سفر بالاکوٹ سے بخیر و عافیت واپس پہنچے۔

مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری دامت برکاتہم ہیں جو حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

اس کتاب میں حضرت مولانا نے مودودی صاحب کی تفسیر "تفہیم القرآن" کا مختصر جائزہ لے کر اُن سے تفسیر قرآن میں ہونے والی فرو گذاشتوں کو نہایت سنجیدہ اور متین انداز میں واضح کیا ہے جس سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مولانا مودودی صاحب نے تفسیرِ قرآن میں اسلاف کے طریقہ کو چھوڑ کر تفسیر بالرائے کا طریقہ اپنایا ہے جو تفسیرِ قرآن کا نہایت مذموم طریقہ ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔

پہلے یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوئی تھی اَب اسے پاکستان میں زمزم پبلشرز نے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے آئندہ ایڈیشن میں اگر کمپوزنگ میں رہ جانے والی اغلاط کا ازالہ کر دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

کتاب کے سرِورق پر مصنّف کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے جو عموماً فوت شدگان کے لیے لکھا جاتا ہے ممکن ہے ناشرین کے ذہن میں یہی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مصنّف بقید حیات ہیں راقم الحروف ۱۹۹۸ء میں ہندوستان کے سفر میں بجنور حاضر ہو کر حضرت مفتی صاحب سے ملا تھا۔ تا حال ان کے انتقال کی کوئی مصدقہ اطلاع بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بعافیت سلامت رکھے۔ (ن-ا)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز
نفیس بُک بائنڈرز
ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے
نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے
مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں
۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ○ فون 7322408

11
12
13
2000
(0573) 51570

خوشخبری

انشاء اللہ دس شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ سے جامعہ مدنیہ (جدید) محمد آباد رائے ونڈ روڈ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا جا رہا ہے نیز شعبہ تجوید روایت حفص بھی شروع کر دیا جائے گا جبکہ فی الحال حفظ قرآن کے شعبہ میں طلباء قرآن کریم کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

طالبانِ علم نوٹ فرمالیں۔

ادارہ

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے وہ ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے (ادارہ)